بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

شیعہ جنت میں جائینگے

مگر کونسے شیعہ؟

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر:

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

لاہوری گیٹ چنیوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیعہ جنت میں جائینگے

مگر کونسے شیعہ؟

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر:
ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
لاہوری گیٹ چنیوٹ

نام کتاب: شیعہ جنت میں جائینگے مگر کونسے شیعہ؟

نام مولف: سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر: ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام لاہوری گیٹ چنیوٹ

اشاعت: طبع اول 1999 - طبع دوم 2006

کمپوزنگ: خالد کمپوزنگ سنٹر لاہوری گیٹ چنیوٹ

مطبع: معراج دین پرنٹنگ پریس مچھلی مارکیٹ لاہور

اظہار تشکر و دعا

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 1999 میں طبع ہوا تھا جو کافی عرصہ سے ختم ہو چکا تھا۔ دوسری نئی کتابوں کی طباعت کی وجہ سے اسکی دوسری اشاعت کی طرف توجہ نہیں دی جا سکی تھی۔ اب جناب میر ضمیر حسین صاحب نے جو برمنگھم انگلینڈ میں رہتے ہیں فون پر اس کتاب کا مطالبہ کیا اور اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی فرمائش کی ہے اور اس کتاب کی طباعت کے لئے برمنگھم انگلینڈ سے تعاون فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ انکے تمام مرحومین علی الخصوص میر منظور حسین صاحب و میر لہراسپ صاحب مرحوم اور رابعہ بی بی مرحومہ اور دوسرے تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انکے درجات عالیہ کو بلند فرمائے اور انکو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا کرے۔ اور میر ضمیر حسین صاحب اور انکے برادران کی توفیقات خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

احقر، دعا گو **سید محمد حسین زیدی برستی**

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

فہرست

سید محمد حسین زیدی

نزد ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

تکمیل کمپوزنگ یکم جولائی 1999 مطابق 16 ربیع الاول 1420

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَآلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ كِتَابِهِ الْمَجِیْدِ وَفُرْقَانِهِ الْحَمِیْدِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا۔ وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ! البقرہ-62

ترجمہ - بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے (مسلمان) اور جو یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صائبین (ستارہ پرست (ان میں سے) جو بھی خدا اور روز قیامت پر ایمان لائینگے اور نیک عمل کرینگے، بس ان کا اجر ان کے خدا کے پاس ہے- ان کو نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہونگے-

نجات پانے اور جنت میں جانے کا حقدار کون ہے؟

خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں چار بڑے بڑے مذاہب کا نام لیا ہے- سب سے پہلے کہا- ان الذین آمنوا- بے شک جو لوگ ایمان لائے. اور مفسرین نے اس کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے- الذین آمنوا علی محمد جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر ایمان لائے یعنی مسلمان ہوئے اور والذین هادوا یعنی جو یہودی ہوئے یعنی حضرت موسیٰ کی امت والنصاریٰ یعنی عیسائی جو حضرت عیسیٰ کی امت ہیں، اور والصائبین جو مفسرین کے نزدیک حضرت نوح کی امت ہیں اور ستارہ پرست ہو گئے ہیں- پس یہ آیت ان چاروں بڑے بڑے مذاہب والوں سے خطاب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ چاہے کوئی مسلمان کہلاتا ہو یا

وہ یہودی کہلاتا ہو یا وہ عیسائی کہلاتا ہو یا وہ صابی کہلاتا ہو۔ ان میں سے کوئی بھی کسی فرقہ کا، کسی گروہ کا، یا کسی مذہب کا فرد کہلانے کی وجہ سے اللہ کے نزدیک کسی اجر کا مستحق نہیں بنتا۔ بلکہ جو بھی اللہ پر اور روز قیامت پر صحیح صحیح ایمان رکھتا ہوگا اور نیک عمل کریگا بس ان کے رب کے پاس ان کے لئے ہے ان کا اجر۔ انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی حزن و ملال۔

قارئین محترم! دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ہر ایک خود کو ہی حق پر جانتا ہے۔ اور خود کو ہی نجات کا مستحق اور جنت کا حقدار سمجھتا ہے۔ چنانچہ خود خداوند تعالی نے ہر مذہب کے اس دعوے کو دکھاتا یوں بیان کیا ہے۔

"وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ" البقرہ-۱۱۳

یہودی یہ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا کچھ دین نہیں ہے اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ یہود کا کچھ دین و مذہب نہیں ہے۔ ان کا مذہب غلط ہے اور ان کا دین باطل ہے۔ یہ دونوں مذاہب تو وہ ہیں جو آسمانی کتابوں یعنی توریت و انجیل کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو کچھ یہ دونوں مذاہب ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ ان کا مذہب باطل ہے ان ہی کی طرح دوسرے مذاہب والے بھی جن کے پاس کسی آسمانی کتاب کا علم بھی نہیں ہے۔ وہ بھی یہی کچھ کہتے ہیں۔ کہ ان کے سوا سب مذاہب باطل ہیں۔

اسی لئے خداوند تعالی ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

"كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ" روم-۳۲، المومنون-۵۳

یعنی ہر گروہ ہر فرقہ اور ہر مذہب جو بھی عقیدہ رکھتا ہے۔ اسی کو صحیح سمجھتا ہے اور اسی پر خوش ہے۔

اور کیونکہ ہر مذہب ہر فرقہ اور ہر گروہ خود کو ہی حق پر سمجھتا ہے لہذا خود کو ہی

نجات کا مستحق اور جنت کا حقدار سمجھتا ہے۔ خداوند تعالی نے اس بات کو بھی یہود و نصاریٰ پر رد کر یوں بیان کیا ہے۔

"وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ"............ البقرہ-۱۱۱

یعنی یہودی تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی شخص ہرگز ہرگز جنت میں نہیں جائے گا۔ سوائے یہودیوں کے۔ اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھی شخص ہرگز ہرگز جنت میں نہیں جائے گا۔ سوائے نصاریٰ کے۔ یہ ان کی آرزوئیں ہیں۔ اے پیغمبر ان سے کہہ دو اگر تم سچے ہو تو اس کے لئے اپنی دلیل پیش کرو۔

لیکن سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 62 جو اس مضمون کے آغاز میں تحریر ہوئی ہے کہتی ہے کہ کسی مذہب کا کسی فرقے کا یا کسی گروہ کا فرد کہلانے کی بنا پر کوئی بھی شخص خدا کے یہاں کسی اجر کا حقدار نہیں ہوگا۔ بلکہ جس کا اللہ پر صحیح صحیح ایمان ہوگا۔ یعنی اس کا عقیدہ توحید صحیح ہوگا اور آخرت پر پختہ ایمان ہوگا اور ان دونوں عقائد کی صحت کے ساتھ عمل صالح یعنی نیک عمل بجالایا ہوگا۔ تو خدا بزور الفاظ میں کہتا ہے کہ ان کا اجر میرے ذمہ ہے۔

قارئین محترم خداوند تعالی نے جتنے بھی انبیاء و رسل اور ہادیان دین بھیجے۔ وہ ان ہی تین باتوں کی تبلیغ کے لئے دنیا میں بھیجے۔ ایک خدا کی توحید کا عقیدہ۔ دوسرے آخرت پر ایمان یعنی معاد جسمانی کا عقیدہ اور تیسرے یہ کہ عمل صالح کیا ہے؟ اور وہ کس طرح سے بجا لاتا ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل اور بارہ آئمہ اطہار یہی فریضہ ادا کرتے رہے۔

المیہ بنی آدم

قارئین محترم اولاد آدم کا المیہ یہ ہے کہ جب خدا نے ابلیس کو آدم کو سجدہ نہ کرنے پر راندہ درگاہ کر دیا تو وہ آدم کی اولاد کا کھلا ہوا دشمن بن گیا۔ اور اس نے اپنا غصہ آدم کی اولاد پر اتارنے کی ٹھان لی اور اس کا اس نے برملا طور پر اعلان کر دیا۔ چنانچہ خداوند تعالی اس بات کو

حکایتاً یوں بیان کرتا ہے۔

"وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا. قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا. قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا" ۔۔۔ اسراء ۔۔۔ ۶۱ تا ۶۳

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ وہ کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ کیا یہی وہ شخص ہے کہ جسکو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت تک کی مہلت دیدے تو میں (دعوے کے ساتھ کہتا ہوں یہ بات کہ میں) قدرے قلیل کے سوا اس کی ساری نسل کی اس کی ساری اولاد کی جڑیں کاٹ کر رکھ دونگا۔ (ان سب کو گمراہ کر دونگا اور ان کو چاہ ضلالت میں ڈال کر ہلاک کر ڈالونگا۔ خدا نے فرمایا چل دور ہو ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تو تیرے سمیت (سب کو جہنم میں ڈال دونگا۔ کیونکہ) تم سب کی سزا جہنم ہے۔ اور وہ پوری پوری سزا ہے۔

خداوند تعالی نے ابلیس کے اس چیلنج کو یا اس کے اس دعوے کو اور اس کے اس اعلان کو قرآن کریم میں کئی طرح سے بیان کیا ہے۔ اوپر سورہ اسرا میں جو کچھ بیان ہوا وہ تو یہ تھا کہ "لاحتنکن ذریتہ الا قیلا"

"لاحتنکن" لغت میں راغب اصفہانی کے نزدیک یہ "حنکت الدابہ" سے مشتق ہو سکتا ہے۔ جس کے معنی اس کے منہ میں لگام دینے یا رسی باندھنے کے ہیں۔ یعنی میں اسے حیوان کی طرح منہ میں رسی ڈال کر گمراہی کی طرف کھینچتا ہوا لے جاؤنگا۔

یا یہ "احتنک الجراد الارض" سے مشتق ہو سکتا ہے۔ جس کے معنی ٹڈی کے زمین کی روئیدگی کو صفاچٹ کر دینے کے ہیں۔ پس اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہونگے کہ میں انہیں اس طرح تباہ و برباد کر دونگا جیسے ٹڈی زمین پر سے نبات کو صفاچٹ کر دیتی ہے۔

لیکن سورہ ص میں خداوند تعالی نے اس کے دعوے کو اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ:

"قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ، قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ" ص ۔۔ ۸۲ تا ۸۴

ابلیس نے کہا۔۔ تیرے ہی عزت و جلال کی قسم میں ضرور ضرور ان سب کو گمراہ کر دونگا۔ سوائے تیرے خالص بندوں کے (جو میرے بہکانے میں نہ آئینگے) خدا نے فرمایا تو ہم بھی حق بات کہتے ہیں۔ اور میں تو حق بات ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو لوگ تیری پیروی کرینگے ضرور ضرور ان سب سے جہنم کو بھر دونگا۔

اور سورۃ الحجر میں خدا نے اس کے دعوے کو یوں بیان کیا ہے۔ کہ

"قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ، إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ، إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ، وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ" ۔۔۔ الحجر ۔۔۔ ۳۹ تا ۴۳

ابلیس نے کہا پروردگارا ۔ جس کے سبب سے تو نے مجھے راہ سے دور کر دیا ہے۔ میں بھی دنیا میں غلط عقائد اور برے کاموں کو سجا کر پیش کر دونگا۔ اور انہیں صحیح راہ سے دور کر دونگا اور ان سب کو ضرور بہکا کر چھوڑونگا مگر ان میں سے جو تیرے مخلص بندے ہونگے وہ میرے

بہکانے میں نہ آئینگے. خدا نے کہا (میرے لئے مخلص ہونا) یہی تو وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچتی ہے. بے شک جو میرے مخلص بندے ہیں. ان پر تیرا بس نہ چلے گا. (اور ان پر تو غالب نہ آسکے گا) مگر گمراہوں میں سے جو تیری پیروی کرینگے (ان پر تیرا زور چل جائے گا) اور یقیناً ان سب کے لئے جہنم کا پکا وعدہ ہے۔

اور سورۃ الاعراف میں خدا نے اس کے دعوے کو یوں بیان کیا ہے۔ کہ

"قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۔ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ الاعراف-۱۶تا۱۸

ابلیس نے کہا کہ جس کے سبب سے تو نے مجھے راندہ درگاہ کیا ہے میں بھی اسکی اولاد کو گمراہ کرنے کے لئے تیری صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤنگا • پھر میں ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے داہنے سے ان کے بائیں سے- ان کے پاس جاؤنگا (اور انکو بہکا کر رہونگا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہ پائیگا- خدا نے فرمایا کہ تو یہاں سے ذلت و خواری کے ساتھ نکل- جو تیرا کہا مانے گا میں تجھ سے اور ان سب لوگوں سے جو تیری پیروی کرینگے جہنم کو بھر دونگا•

یہ دعوے ہیں ابلیس کے کہ وہ آدم کی اولاد کی جڑیں اکھاڑ پھینکے گا ان کو گمراہ کر کے چھوڑے گا اور ان کو بہکانے کے لئے خدا کی صراط مستقیم پر بیٹھ جائے گا • اس دعوے کے باوجود اس نے صرف ایک استثنیٰ رکھا کہ جو تیرے خالص و مخلص بندے ہونگے وہ میرے بہکانے میں نہیں آئینگے۔

ابلیس کو خدا نے مہلت کیوں دی ؟

یہاں پر غور طلب بات یہ ہے کہ خدا نے ابلیس کو ایک وقت معلوم تک کے لئے مہلت کیوں دی ؟ اور اسے اولاد آدم کو ورغلانے گمراہ کرنے تباہ و برباد کرنے- انکی نظروں میں باطل عقائد کو اور برے کاموں کو زینت دینے اور اپنی صراط مستقیم پر بہکانے کے لئے بیٹھنے کی کھلی چھٹی کیوں دی ؟ اور ابلیس کے یہ دعوے صرف دعوے ہی دعوے تھے یا وہ کسی حد تک اپنے ان دعوں میں کامیاب بھی ہوا- تو خداوند تعالیٰ نے سورہ سبا میں اس کی کامیابی کو اور اسے مہلت دینے اور اسے اولاد آدم کو بہکانے کے لئے کھلی چھوٹ دینے کی مصلحت کو یوں بیان فرمایا ہے •

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ —سبا-۲۰-۲۱

اور ابلیس نے اولاد آدم کے بارے میں (اپنے ظن اور گمان سے جو دعویٰ کیا تھا اس نے) اپنے اس ظن و گمان کو سچ کر دکھایا- کیونکہ ان میں سے مومنین کے ایک گروہ کے سوا سب اس کے بہکانے میں آکر اس کے پیچھے لگ گئے۔

ابلیس کا ان لوگوں پر کوئی قابو نہ تھا- یعنی ہم نے اسے اولاد آدم پر مسلط نہیں کیا تھا اور کسی قسم کا غلبہ ان پر نہیں دیا تھا- ہم نے تو اسے مہلت صرف اس لئے دی تھی تاکہ ہم اس کے ذریعہ اولاد آدم کو آزمائیں اور ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر یقین کامل رکھتے ہیں- ان لوگوں سے الگ دیکھ لیں کہ جو اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں- اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے۔

قارئین محترم اب آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ ابلیس دعوے کے ساتھ کہہ رہا تھا کہ

اگر تو نے مجھے مہلت دیدی تو میں اسکی اولاد کی جڑیں اکھاڑ پھینکونگا۔ انکو تباہ و برباد کرونگا۔ انکو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ ان کی نظروں میں باطل عقائد اور برے کاموں کو سجا کر پیش کرونگا اور میں انھیں بہکانے کے لئے تیری صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤنگا۔ تری طرف آنے ہی نہیں دونگا۔ لیکن اس کے ان دعووں کے باوجود خدا نے اسے مہلت دیدی۔ ایسا کیوں ہوا؟ خدا فرماتا ہے کہ میں نے اسے اولاد آدم پر مسلط نہیں کیا تھا۔ اسے اولاد آدم پر کسی قسم کا غلبہ اور قابو نہیں دیا تھا، بلکہ میں نے اسے یہ مہلت اس لئے دی تھی۔ تاکہ اولاد آدم کو اس کے ذریعے سے آزماؤں کہ ان کا ایمان پختہ ہے یا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ میری بات مانتے ہیں یا اس کی بات مانتے ہیں اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ جو توحید پر ایمان میں مخلص ہو اور قیامت کے دن پر اسے پختہ یقین ہو وہ ابلیس کے بہکانے میں نہیں آسکتا۔

نظام ہدایت کا قیام

خداوند تعالی نے ایک طرف سے تو ابلیس کو مہلت دیدی تاکہ اولاد آدم کو آزمائے کہ وہ توحید پر ایمان میں مخلص ہیں یا نہیں اور معاد جسمانی اور روز آخرت پر ان کا اعتقاد و یقین پختہ ہے یا نہیں۔ دوسری طرف حضرت آدم کو جنت سے رخصت کرتے وقت یہ بتلادیا کہ تم اور تمہاری اولاد بھی بغیر ہدایت کے نہ رہے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

"قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ، وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ" البقرہ ۳۸-۳۹

ہم نے آدم سے کہا کہ اب تم سب کے سب یہاں سے چلے جاؤ اب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت ضرور پہنچا کرے گی۔ پس جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا۔ تو اسے نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی حزن و ملال ہوگا۔ اور جو کوئی انکار کرے گا اور

میری آیتوں کو جھٹلائے گا وہی تو جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اور خود اولاد آدم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَىٰ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" الاعراف - ۳۵

اے اولاد آدم جب تم میں کے (ہمارے) پیغمبر تمہارے پاس آئیں اور تم سے ہمارے احکام بیان کریں تو (ان کی اطاعت و اتباع کرنا کیونکہ) جو شخص پرہیزگاری اور نیک کام کرے گا تو (ایسے لوگوں پر قیامت میں) نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے۔

خدا کا یہ خطاب اولاد آدم سے ہے کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئینگے۔ اور یہ خطاب تمام بنی آدم سے اس وقت کا ہی ہو سکتا ہے جب کہ رسولوں کے آنے کا آغاز نہ ہوا تھا۔ کہ تمہارے پاس تمہیں میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئینگے۔ خدا کا یہ خطاب بنی آدم سے ختم نبوت کے بعد کے لئے نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی شخص ختم نبوت کے بعد اس آیت سے اپنے جھوٹے دعوئے نبوت پر استدلال کرے۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا نے اولاد آدم کو رسولوں کے آنے سے پہلے ہی۔ اپنی ربوبیت کا اقرار لینے کی طرح۔ انکے آنے کی اطلاع عالم ارواح میں ہی دیدی تھی۔

پس خدا کے بھیجے ہوئے یہ سارے نبی و رسول جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتلائی جاتی ہے سب کے سب توحید اور روز آخرت پر ایمان لانے کی ہی تبلیغ و تلقین کرتے رہے اور وہی عمل صالح بجالانے کے لئے نہ صرف خدائی احکام پہنچاتے تھے بلکہ عملی طور پر انھیں کر کے دکھاتے تھے۔

اور ابلیس بھی خدا کی اسی صراط مستقیم پر بیٹھ کر لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہا۔ چنانچہ جس چیز سے اس نے لوگوں کو روکنے کی کوشش کی۔ وہ بھی سب سے زیادہ توحید پر ایمان اور روز آخرت پر یقین ہی تھے تاکہ لوگ نہ عمل صالح بجالاسکیں اور نہ ہی جنت کی ہوا

کھا سکیں۔

اسی طرح اولاد آدم لاتعداد مذاہب اور ان گنت فرقوں میں بٹ گئی اور ان میں سے ہر مذہب اور ہر فرقہ یہی کہتا ہے کہ بس وہی نجات پانے والا ہے اور جنت میں صرف وہی جائے گا باقی سب جہنم میں جائینگے۔

امت محمد (ص) کا حال

یہ حقیقت بھی سب پر ظاہر ہے کہ امت محمد بھی متحد نہ رہی بلکہ وہ بھی کئی فرقوں میں بٹ گئی اور ان میں ہر فرقہ یہی کہتا ہے کہ صرف وہی حق پر ہے۔ وہی نجات پانے والا ہے اور صرف وہی جنت میں جانے کا حقدار ہے۔ یہ بھی ابلیس ہی کا ایک کارنامہ ہے اور امت مسلمہ کے لئے ایک المیہ ہے کہ اہل اسلام بھی اس تفرقے سے محفوظ نہ رہے۔ اور جونہی پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس دنیا سے رخصت ہوئے تو سب سے پہلے پیغمبر اکرم (ص) کی جانشینی کے مسئلہ میں مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک پیغمبر کے جانشین کے انتخاب کے لئے عامۃ المسلمین کے اختیار کا قائل ہو گیا اور دوسرے نے پیغمبر کے جانشین کے انتخاب کا اختیار حسب فرمان خدا: "وربك يخلق مايشاء و يختار ما كان لهم الخيره سبحان الله و تعالىٰ عما يشركون" : القصص-۶۸

خدا کے ہاتھ میں ہونے کا عقیدہ اپنا لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے پیغمبر کے جانشین کے انتخاب کا اختیار عوام الناس کے ہاتھ میں سمجھا انہوں نے اپنے اختیار سے جانشین پیغمبر کا انتخاب کر لیا۔ اور جو لوگ پیغمبر کے جانشین کے انتخاب کا اختیار خدا کے ہاتھ میں سمجھتے تھے انہوں نے اس کو جانشین پیغمبر اور خلیفہ بلا فصل رسول مانا جس کا پیغمبر نے خدا کے حکم سے اپنا جانشین ہونے کا اعلان کیا تھا۔ ان میں سے پہلے فرقے کو سنی کہتے ہیں اور دوسرے کو شیعہ

سنی اور شیعہ کی تعریف

صاحب نشریہ حجت اثنا عشری سنی و شیعہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مسلمان جو حضرت پیغمبر اسلام محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی وفات کے بعد ابو بکرؓ کو اور انکے بعد عمرؓ کو انکے بعد عثمانؓ کو خلیفہ جانتا ہے اور چوتھے نمبر پر علیؑ کو جانشین پیغمبر جانتا ہے وہ سنی کہلاتے ہیں۔ پس سنی وہ ہے کہ جو حضرت علی (ع) کے لئے خلافت کا چوتھے نمبر پر بیعت ہونے کی بنا پر قائل ہو۔ اور خلفاء راشدین کو چار یا پانچ (بشمول حضرت امام حسن) کہتا ہو۔ اور وہ مسلمان جو خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی رحلت کے بعد حضرت علی (ع) کو خلیفہ بلا فصل اور امام اول مانتے ہیں اور ان کے بعد منصب امامت کے انکی معصوم اولاد میں ہونے کے قائل ہیں وہ شیعہ کہلاتے ہیں۔ پس شیعہ وہ ہے جو خلافت و امامت کو حضرت علیؑ کیلئے مرتبہ اول میں جانتا ہے۔ اگرچہ اقتدار اور مسلمانوں کے اختیارات کی زمام اور لوگوں کی بیعت انہیں چوتھے مرتبہ میں نصیب ہوئی۔

لیکن وہ لوگ جو قیامت (معاد جسمانی) کا انکار کریں اسے کافر کہا جائے گا۔ اسے نہ تو سنی کہا جا سکتا ہے چاہے وہ پیغمبر کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو ہی خلیفہ بلا فصل مانتا ہو اور نہ ہی اسے شیعہ کہا جا سکتا ہے چاہے وہ حضرت علیؑ اور انکی معصوم اولاد کے لئے ہی امامت کا عقیدہ رکھتا ہو۔

یہاں پر اب یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ میں آگئی ہے کہ وہ لوگ جو حضرت علیؑ کے حق میں غلو کرتے ہیں اور وہ نعوذ باللہ ان کو خدا مانتے ہیں۔ یا وہ انہیں خالق و رازق جانتے ہیں یا وہ ان کو پیغمبر یا حضرت پیغمبر خاتم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سے بالاتر جانتے ہیں۔ انہیں شیعہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ کافر ہیں اور تشیع اسلام پر متفرع ہے۔ ..... حجت اثنا عشری

[illegible]

شیعہ بھی کئی فرقوں میں بٹ گئے۔

اب میں سب فرقوں کی بات چھوڑتا ہوں اور صرف شیعوں کی بات کرتا ہوں کہ حسب معمول شیعہ بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ بس وہی حق پر ہیں وہی نجات کے مستحق ہیں اور صرف وہی جنت کے حقدار ہیں. شیعوں کے پاس دلیل کے طور پر پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی یہ حدیث بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: "یا علی انت و شیعتک ھم الفائزون فی الجنۃ" "اے علی تم اور تمہارے شیعہ ہی جنت میں فائز ہونے والے ہیں۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی یہ حدیث اور اس مضمون سے ملتی جلتی اور بہت سی حدیثیں ہیں بھی متفق علیہ' چنانچہ اہل سنت کے معروف عالم جناب رشید احمد گنگوہی بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں کہ: مائیم شیعہ اولی واحادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آں ماہستیم نہ روافض "یعنی قدیمی شیعہ تو ہم ہیں اور وہ احادیث جو شیعوں کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں وہ ہماری ہی شان میں وارد ہوئی ہیں وہ رافضیوں کی شان میں وارد نہیں ہوئیں۔

اور اہل سنت ہی کے ایک اور معروف عالم ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ:

"شِيعَةُ أَهْلِ الْبَيْتِ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ لِأَنَّهُمُ الَّذِينَ يُحِبُّونَهُمْ كَمَا أَمَرَ اللهُ وَرَسُولُهُ" یعنی اہل بیت کے شیعہ تو اہل سنت ہیں کیونکہ وہ ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح سے خدا اور اس کے رسول نے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح اہل سنت کے ایک اور مشہور و معروف عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں خود کو ہی قدیمی شیعوں میں سے بتلایا ہے۔

بہر حال ان بزرگان اہل سنت کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ شیعیان علی کے فضائل کی احادیث صحیح ہیں اور شیعیان علی کے جنتی ہونے کی احادیث سچی ہیں۔ اور یہ نام وہ ہے کہ جو خود پیغمبر گرامی اسلام (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے حضرت علی (ع) کی پیروی

کرنے والوں کو دیا ہے۔ اور پیروان علی (ع) کا شیعہ نام کسی اور کا رکھا ہوا نہیں ہے۔ اس قسم کی احادیث جہاں شیعوں کے فضائل کو بیان کرتی ہیں. یا شیعوں کے جنتی ہونے کو بیان کرتی ہیں وہاں ایک اور حقیقت کو بھی بیان کرتی ہیں۔ جس سے صرف نظر کیا گیا۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر گرامی اسلام (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) در حقیقت اس حدیث کے ذریعہ اپنی امت کو یہ پیغام دینا چاہتے تھے۔ کہ میرے بعد ہدایت کا سرچشمہ علی (ع) ہیں اور میرے بعد علی (ع) ہی میرے جانشین ہیں۔ اور میرے بعد جس کی اطاعت و پیروی واجب ہے وہ علی (ع) ابن ابی طالب ہیں۔ کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ اور ہادیان دین کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہی ہدایت یافتہ اور جنتی ہیں۔

اہل سنت کے یہ بزرگ علماء شیعہ کب تھے اور کس قسم کے شیعہ تھے اور سنی کب بنے؟ یہ ایک طویل داستان ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جب پیغمبر اکرم کی رحلت کے بعد اقتدار کی آندھی چلی تو سب مسلمان ارباب اقتدار کے ساتھ ہو گئے۔ اور حضرت علی (ع) کی پیروی کرنے والوں میں صرف چند گنے چنے اصحاب رسول مثل سلمان۔ وابوذر۔ ومقداد و عمار وغیرہ کے باقی رہ گئے۔ کچھ اور افراد بھی ہو سکتے ہیں جو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہو کر بیٹھ گئے ہوں۔ اور اس تعداد میں حضرت علی (ع) کی 23 سالہ خاموش زندگی کے دور میں ممکن ہے کہ کچھ پیروکاران علی کی تعداد میں اضافہ بھی ہو گیا ہو۔

لیکن جب مصر و بصرہ و کوفہ سے حضرت عثمانؓ کے عمال کی شکایت لے کر آنے والے بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا اور حضرت علی (ع) کو مجبور کیا کہ وہ چوتھے نمبر پر حکومت کو قبول کریں اور حضرت علی (ع) نے بہت رد و کد کے بعد چوتھے نمبر پر ظاہری اقتدار کو قبول کر لیا۔ تو پھر بصرہ و کوفہ و مصر و مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پر چوتھے نمبر پر خلیفہ کی حیثیت سے بیعت کی تھی۔ خود کو شیعیان علی کہلانے لگ گئے۔ اور ان شیعیان علی کے مقابلہ میں جو لوگ معاویہ کے ساتھ ہو کر جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ لڑتے رہے وہ شیعیان معاویہ کہلانے لگ گئے۔ یہی شیعیان علی

ہیں وہ جن میں سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور رشید احمد گنگوہی اور ابن حجر عسقلانی اور دیگر بزرگان اہل سنت نے ہونے دعویٰ کیا ہے۔ یہ لوگ حضرت علی کے دورِ اقتدار میں ان کے ساتھ تھے۔ اور انہیں چوتھے نمبر پر خلیفہ رسول مان کر شیعیان علی کہلاتے تھے۔ چنانچہ مصر، کوفہ، بصرہ و مدینہ کے اس زمانے کے اکثر شیعیان علی ایسے ہی تھے۔

لیکن پیغمبر کے بعد وہ اصحاب پیغمبر جو حضرت علیؑ کو اپنا امام اپنا ہادی اپنا پیشوا' اپنا رہنما مانتے تھے اور انہیں منصوص من اللہ 'معصوم عن الخطا مانتے تھے اور انہیں وصی رسول' حقیقی جانشین پیغمبر اور خلیفہ بلا فصل رسول مانتے تھے اور انہیں پیغمبر کے علم کا دروازہ اور صاحب معجزات و کرامات مانتے تھے۔ انہوں نے عقیدہ امامت پر ایمان کی وجہ سے خود کو امامیہ کہلانا شروع کر دیا۔ تاکہ چوتھے نمبر پر خلیفہ ماننے والوں اور خلیفہ بلا فصل اور پہلا امام برحق ماننے والوں میں فرق کیا جا سکے۔ جہاں تک شیعیان امامیہ کو رافضی نام دینے کا تعلق ہے تو قرائن یہ بتلاتے ہیں کہ یہ نام شیعیان امامیہ کا ان شیعیان علی نے رکھا تھا۔ جو حضرت علی کو چوتھے نمبر پر خلیفہ مانتے تھے۔ کیونکہ رفض کے معنی ہیں چھوڑنا۔ ترک کرنا۔ اور رافضی کے معنی ہیں چھوڑنے والا ترک کرنے والا' اور حضرت علی کو اپنا امام و ہادی اور رہنما و پیشوا و وصی رسول اور خلیفہ بلا فصل ماننے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ پہلے کے تین برسر اقتدار آنے والوں کو خلیفہ رسول نہیں مانتے۔ پس حضرت علی کو چوتھے نمبر پر خلیفہ رسول ماننے والے شیعیان علی یعنی رشید احمد گنگوہی اور ابن حجر عسقلانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ان بزرگوں نے ہی شیعیان امامیہ کا نام رافضی رکھا تھا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں کہ جب رافضیوں نے خود کو شیعہ کہلانا شروع کر دیا تو ہم نے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھ لیا۔ اگرچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی یہ تحقیق غلط ہے کیونکہ شیعہ امامیہ تو پیغمبر کی رحلت کے عین بعد سے حضرت علی (ع) کو اپنا امام مانتے چلے آئے تھے۔ لہذا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بزرگوں نے رافضیوں کے خود کو شیعہ کہلانے کی وجہ سے اپنا نام اہل سنت نہیں رکھا تھا۔ بلکہ جب امام حسن (ع) نے متارکہ جنگ کے بعد حکومت

چھوڑ دی اور معاویہ پر ان سب لوگوں نے اجتماع کر لیا۔ جو حضرت علی (ع) کو چوتھے نمبر پر اور امام حسن (ع) کو پانچویں نمبر پر خلیفہ مانتے تھے تو معاویہ نے اس سال کا نام سنۃ الجماعۃ رکھا یعنی جماعت کا سال جو بگڑ کر سنت والجماعت بن گیا۔ بہر حال یہ بات تو پایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ شیعہ نام تو حضرت علی کی پیروی کرنے والوں کا خود پیغمبر گرامی اسلام نے رکھا تھا اور اہل سنت کا نام خود انہوں نے شیعوں کے مقابلہ میں رکھا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ حضرت علی (ع) کے ظاہری اقتدار کے زمانے میں یہ دونوں گروہ خود کو شیعیان علیؑ ہی کہتے تھے۔ وہ بھی جو حضرت علی (ع) کو اپنا امام اپنا ہادی اپنا رہنما اپنا پیشوا' منصوص من اللہ جانشین پیغمبر وصی رسول اور خلیفہ بلا فصل معصوم عن الخطا' عالم علم لدنی اور صاحب معجزات و کرامات مانتا تھا اور وہ بھی جو حضرت علی (ع) کو پیغمبر کے بعد چوتھے نمبر پر برسر اقتدار آنے کی وجہ سے چوتھا خلیفہ مانتا تھا۔

ایک عظیم فتنہ

حضرت علی (ع) کے ظاہری اقتدار کے زمانے میں ہی ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا اور جو نسلاً یہودی تھا۔ ظاہری طور پر اسلام قبول کر کے اس بات کا دعویٰ کیا کہ حضرت علی خدا ہیں اور میں ان کا نبی ہوں۔ حضرت علی (ع) نے اسکو اور اس کی پیروی کرنے والوں کو توبہ کے لئے تین دن کی مہلت دی اور جب وہ توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو اسے آگ میں جلا کر موت کی سزا دیدی۔ اس عبداللہ بن سبا کا قصہ بس اتنا ہی ہے لیکن بنی امیہ کے طرفداروں نے چونکہ عبداللہ بن سبا کا نام حضرت عثمانؓ کے عمال کی بداعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے خوب اچھالا ہے لہذا اہل سنت کے بعض محققین نے کسی ایسے عبداللہ بن سبا کے وجود سے ہی قطعی طور پر انکار کر دیا ہے۔ اور واقعاً ایسے کسی عبداللہ بن سبا کا کوئی وجود نہیں تھا۔ لیکن یہ عبداللہ بن سبا جس نے حضرت علیؑ کے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور

آنحضرت (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے اسے آگ میں جلاکر موت کی سزا دی اس عبداللہ بن سبا کا قصہ بس صرف اتنا ہی ہے۔ اور اب بھی خال خال کہیں کہیں حضرت علی کو خدا ماننے والے لوگوں کا پتہ چلتا ہے۔

شیعہ امامیہ میں ایک عظیم اور خطرناک تفریق

ایک اور تفریق جو شیعہ امامیہ میں واقع ہوئی وہ یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا کی اولاد میں سے ایک شخص اپنے باپ سے ایک درجہ نیچے اتر آیا اور اس نے یہ عقیدہ پیش کیا کہ حضرت علی (ع) خدا تو نہیں ہیں۔ لیکن حضرت علی (ع) کو پیدا کرنے کے بعد خدا نے اور کوئی کام نہیں کیا بلکہ اس نے اپنے تمام کام حضرت علی (ع) کو سپرد کر دیے لہذا اس کے بعد جو کچھ کیا وہ حضرت علی (ع) نے کیا۔ زمین انہوں نے خلق کی' آسمان انہوں نے خلق کیا' وہی خلق کرتے ہیں وہی رزق دیتے ہیں غرض سارا نظام کائنات وہی چلاتے ہیں' عبداللہ بن سبا بھی آنحضرت کے معجزات کو دلیل بنا کر یہ کہتا تھا کہ یہ خدا کا کام ہے پس یہ خدا ہیں۔ اس کا بیٹا آنحضرت کو حادث اور مخلوق تو مانتا تھا لیکن وہ بھی اپنے عقیدہ تفویض کی دلیل میں آنحضرت کے معجزات کو ہی پیش کرتا تھا' اور وہ بھی یہی کہتا تھا کہ یہ خدائی کام ہیں لہذا خدا نے اپنے کام ان کو سپرد کر دیے ہیں اب جو کچھ کرتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کو عقیدہ تفویض کہتے ہیں اور اس عقیدہ کو ماننے والے مفوضہ کہلاتے ہیں۔

یہ گروہ مفوضہ انہیں امامیہ شیعوں میں پیدا ہوا جو حضرت علی (ع) کو اپنا امام' ہادی برحق' اپنا پیشوا' اپنا رہبر' اپنا رہنما' وصی رسول' خلیفہ بلا فصل' منصوص من اللہ' معصوم عن الخطا' باب شہر علم نبی عالم علم لدنی اور صاحب معجزات و کرامات مانتے تھے۔ ان کی کوئی علیحدہ سے شناخت نہیں تھی کیونکہ وہ سب کچھ جو شیعہ امامیہ مانتے تھے وہ بھی مانتے تھے' ان کی شناخت صرف یہ تھی کہ وہ شیعہ امامیہ کے افراد کے سامنے اس سب کچھ کو بیان کرتے تھے

جو شیعہ امامیہ مانتے تھے' لیکن ان کے معجزات کا سہارا لے کر یہ کہتے تھے۔ کہ خلق کرنے رزق دینے' غرض ساری کائنات کا نظام چلانے کا کام خدا نے ان کو سپرد کر دیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ شیعہ امامیہ میں ملے جلے رہتے تھے لہذا علیحدہ سے بہت کم پہچانے جاتے تھے' البتہ ان کی ایک دوسری شناخت بھی تھی جسے بزرگ شیعہ علماء و محدثین نے بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ دوسرے شیعیان امامیہ جو حضرت علی (ع) کو اپنا پہلا امام' ہادی برحق' اپنا پیشوا' اپنا رہبر' اپنا رہنما' وصی پیغمبر' منصوص من اللہ' معصوم عن الخطا اور صاحب معجزات و کرامات تو مانتے تھے لیکن وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ خدا نے انہیں خلق کرنے رزق دینے' زندہ کرنے' مارنے اور ساری کائنات کا نظام چلانے کا کام سپرد کر دیا ہے۔ لہذا وہ شیعیان امامیہ جو عقیدہ تفویض کے قائل تھے۔ ان شیعیان امامیہ کو جو عقیدہ تفویض نہیں رکھتے تھے مقصر کہتے تھے' یعنی یہ ان کی شان میں تقصیر کرتے ہیں' ان کی شان کو گھٹاتے ہیں۔ اور صرف یہی ایک شناخت ہے وہ جسے محدث جلیل شیخ صدوقؒ نے اپنی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں بیان فرمائی ہے۔

میں اس مقام پر دوسرے شیعہ فرقوں کا ذکر نہیں کرنا چاہتا جو ان کے علاوہ بھی کئی ہیں' مثلاً شیعہ زیدیہ یا شیعہ اسماعلیہ وغیرہ۔ اور نہ ہی میں ان کے فرقوں کی تفصیل میں جانا چاہتا ہوں۔ اور نہ ہی میں ان شیعوں کا ذکر کرونگا جو حضرت علی (ع) کے دور اقتدار ظاہر میں ان کو چوتھے نمبر پر خلیفہ مان کر شیعیان علی کہلانے لگ گئے تھے۔ میں اس سے آگے صرف ان دو شیعہ فرقوں کا ذکر کرونگا جو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہلاتے ہیں۔ اور دونوں حضرت علی (ع) اور ان کی معصوم اولاد کو اپنا امام' اپنا ہادی' اپنا رہبر' اپنا رہنما' اپنا پیشوا مانتے ہیں دونوں ان کو منصوص من اللہ مانتے ہیں دونوں ان کو معصوم عن الخطا مانتے ہیں۔ دونوں ان کو عالم علم لدنی' اور شہر علم نبی کا دروازہ مانتے ہیں۔ دونوں ان کو صاحب معجزات و کرامات مانتے ہیں۔ دونوں ان کو وصی رسول' حقیقی جانشین پیغمبر اور خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور ان تمام خطابات و القابات کا ان کو حامل جانتے ہیں جو پیغمبر اکرم (ص) نے ان کو عطا کیے۔

لیکن ان میں سے ایک قائل تفویض ہے اور دوسرا قائل تفویض نہیں ہے' ایک ان کو خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات مانتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ خدا نے ان کو اپنے یہ کام سپرد کر دیئے ہیں اب جو کچھ کرتے ہیں وہ یہی کرتے ہیں۔ لیکن دوسرے شیعیان امامیہ اثنا عشریہ اس تفویض کے قائل نہیں ہیں اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے ہیں کہ خدا نے انہیں اپنے یہ کام سپرد کر دیئے ہیں۔

یہ شیعہ امامیہ' تفویض کا عقیدہ رکھنے والوں کو مفوضہ کہتے ہیں اور مفوضہ ان شیعیان امامیہ اثنا عشری کو جو عقیدہ تفویض نہیں رکھتے مقصر کہتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک آئمہ ہدیٰ کو خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات ماننا' ان کی فضیلت اور ان کی شان ہے۔ اور ان کو خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات نہ ماننا تقصیر ہے' یعنی ان کی شان کو گھٹانا ہے۔

جب کہ امیر المومنین کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ: هلك فی اثنان محب غال و مبغض قال یعنی میرے بارے میں دونوں ہی ہلاک ہو گئے' ایک وہ جو محبت میں مجھے بڑھائے اور دوسرا وہ جو بغض و عداوت کی وجہ سے مجھے گھٹائے۔

حضرت علی (ع) کے اس ارشاد گرامی کا واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت علی (ع) کو بڑھانے والا محبوں میں سے ہو گا' اور آپ کی شان کو گھٹانے والا بغض و عناد اور دشمنی رکھنے والوں میں سے ہو گا' اس کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ کوئی بغض و عناد اور دشمنی رکھنے والا آپ کی شان کو بڑھائے گا نہیں' اور آپ کی پیروی کرنے والا' آپ سے محبت رکھنے والا' آپ سے دوستی رکھنے والا یعنی شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہلانے والا آپ کی شان کو گھٹائے گا نہیں۔ لہذا محبان اہل بیت اور شیعیان امامیہ اثنا عشریہ کی طرف تقصیر کی نسبت صریح تہمت ہے۔ بہتان ہے' افترا ہے اور سادہ لوح شیعہ عوام کو فریب دینے کی ایک چال ہے۔

شیعیان امامیہ اثنا عشریہ یعنی محبان علی تقصیر کیسے کر سکتے ہیں؟ وہ تو ان کو اپنا امام

مانتے ہیں اپنا رہنما مانتے ہیں اپنا رہبر مانتے ہیں' اپنا پیشوا مانتے ہیں' ہادی برحق مانتے ہیں وہ ان کو پیغمبر کا جانشین حقیقی مانتے ہیں۔ وہ انکو وصی پیغمبر مانتے ہیں' وہ ان کو منصوص من اللہ مانتے ہیں۔ وہ ان کو معصوم عن الخطا مانتے ہیں وہ ان کو باب شہر علم نبی مانتے ہیں عالم علم لدنی مانتے ہیں صاحب معجزات و کرامات مانتے ہیں اور ان کو ان تمام خطابات و القابات کا حامل مانتے ہیں جو پیغمبر اکرم (ص) نے وقتاً فوقتاً ان کو عطا کیے۔

ہاں جو شخص انہیں امام نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ جو انہیں ہادی برحق نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ جو ان کو پیغمبر کا جانشین حقیقی نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ جو ان کو وصی پیغمبر نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ جو ان کو منصوص من اللہ نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ جو ان کو معصوم عن الخطا نہیں مانتا یہ تقصیر ہے یعنی وہ سب باتیں جو ہم نے شیعیان امامیہ اثنا عشریہ کی تسلیم کردہ اوپر لکھی ہیں جو ان کو نہیں مانتا یہ تقصیر ہے۔ اور یہ تقصیر بغض کی وجہ سے ہے عناد کی وجہ سے ہے دشمنی کی وجہ سے ہے اور یہی اصل تقصیر ہے اور ان کی شان کو گھٹانا ہے۔ نہ کہ ان کو خالق و رازق و محی و ممیت و مدبر کائنات نہ ماننے کو تقصیر کہا جائے۔ کیونکہ یہ تو محبت میں ان کو بڑھانا ہے۔ یہ عقیدہ حد سے تجاوز کی بنا پر غلو بھی ہے اور مذکورہ خدائی کاموں کو ان کے سپرد کرنے کا عقیدہ رکھنے کی بنا پر تفویض بھی ہے اسی لئے شیخ صدوقؒ اور شیخ مفیدؒ نے حد سے تجاوز کی بنا پر انہیں غالیوں کی ہی ایک قسم قرار دیا ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ "الغلاة کفار و المفوضة مشرکون" یعنی غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں۔ اور مشرک کی نجات ممکن نہیں ہے۔ چاہے وہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے علما کے لباس میں ہی ممبر پر اچھلتا رہے۔ اور انہیں خالق و رازق و محی و ممیت و مدبر کائنات کہتا رہے۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے اور بیان میں ان کو خالق و رازق' محی و ممیت اور مدبر کائنات بیان کر رہے ہوتے ہیں تو اس مقام پر لوگوں کو فریب دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم علی کو خدا نہیں مانتے' علی خدا نہیں ہے۔ علیؑ کو خدا ماننا غلط ہے۔ میرا دل چاہتا [illegible] لوگوں [illegible] علی (ع) کو خدا تو مفوضہ بھی نہیں مانتے۔ انہیں [illegible]

اطہار نے ان کے عقیدہ تفویض کی بنا پر مشرک قرار دیا ہے اور تمام بزرگ شیعہ علماء و مجتہدین و محدثین امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک مفوضہ مشرک ہیں۔ اور مشرک کی نجات نہیں ہے مشرک جنت میں نہیں جا سکتا۔ کیونکہ خدا نے پر زور الفاظ میں اپنی کتاب مقدس میں یہ اعلان کر دیا ہوا ہے کہ میں ہر گناہ کو بخش دونگا۔ لیکن مشرک کو نہیں بخشونگا۔

مفوضہ کی تعریف

غالیوں کی تعریف بیان کرنے کے بعد شیخ مفید علیہ الرحمہ مفوضہ کی تعریف اس طرح سے بیان فرماتے ہیں۔

مفوضہ بھی غالیوں ہی کی قسم ہیں۔ اور ان کی وہ بات جس سے وہ غالیوں سے جدا ہو گئے ہیں یہ ہے کہ وہ آئمہ علیہم السلام کے حادث اور مخلوق ہونے کے معترف ہیں۔ اور ان کے قدیم ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے ساتھ ساتھ انہی کو خالق و رازق مانتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے خاص طور پر صرف انہیں کو خلق کیا ہے۔ اور ان کو خلق کرنے کے بعد تمام عالم کے پیدا کرنے اور جو کچھ عالم میں ہے اس کے خلق کرنے کا کام اور اپنے تمام افعال ان کو سپرد کر دیے ہیں۔ (شرح عقائد ص ۲۱۸)

مفوضہ کے بارے میں آئمہ علیہم السلام کی احادیث

حدیث نمبر ۱: زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق آل محمد (ع) کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن سبا کی اولاد میں سے ایک شخص تفویض کا قائل ہے۔ امام (ع) نے فرمایا کہ تفویض سے اس کی کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کیا وہ کہتا ہے کہ خداوند عالم نے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اور علی مرتضیٰ (ع) کو پیدا کیا۔ اور پھر عالم و دنیا کا معاملہ ان کے سپرد کر دیا۔ لہذا ان پر دو بزرگواروں نے عالم دنیا کو پیدا کیا۔ پس ان دونوں بزرگوں نے ہی خلق کیا جو کچھ خلق ہوا۔ اور ان دونوں نے ہی مخلوق کو رزق دیا۔ وہی

موت دیتے ہیں وہی زندہ کرتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم اس کے پاس واپس جاؤ تو اس کے سامنے سورۂ رعد کی یہ آیت پڑھنا۔ "ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار۔"

کیا انہوں نے اللہ کے شریک بنا لئے ہیں۔ جنہوں نے خدا کی مخلوق کی طرح سے کوئی مخلوق پیدا کی ہے۔ جس کی وجہ سے مخلوقات ان پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شئے کا خالق ہے اور وہ یکتا و یگانہ ہے۔ اور ہر شئے پر غالب و قادر ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب میں لوٹ کر اس کے پاس گیا اور اس سے وہ سب کچھ بیان کیا۔ جو حضرت امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا تھا۔

تو وہ ایسا خاموش ہو گیا۔ گویا کہ میں نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیا ہے۔ یا وہ گونگا ہو گیا ہے۔ (عیون اخبار الرضا۔ حدیقہ سلطانیہ۔ تریاق فاروق)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مفوضہ جہاں غالیوں سے ایک درجہ نیچے اترے تھے وہاں انہوں نے بعد میں حضرت علی (ع) کے ساتھ خلق و رزق، موت و حیات اور نظام کائنات چلانے کے معاملہ میں محمد مصطفیٰ (ص) کو بھی ساتھ ملا لیا۔ اور یہ کہا کہ خدا نے بس ان دو حضرات کو پیدا کیا۔ اور پھر جو کچھ پیدا کیا موت دی یا زندہ کیا وہ ان دونوں حضرات نے کیا۔

حدیث نمبر ۲: راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابو ہارون مکفوف یہ گمان کرتا ہے کہ جناب نے اس سے فرمایا ہے کہ اگر تو قدیم ذات کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اسے تو کوئی بھی نہیں پا سکتا اور اگر اس کا ارادہ رکھتا ہے۔ جو خالق و رازق ہے تو وہ حضرت محمد بن علی (الباقر) ہیں یہ سن کر امام نے فرمایا خدا اس پر لعنت کرے۔ اس نے مجھ سے افترا کیا ہے۔ سوائے خدا کے اور کوئی خالق نہیں ہے۔ اس کا [illegible] خدا پر لازم ہے کہ انہیں موت کا مزا چکھائے۔ وہ ذات جس کے لئے

موت نہیں ہے وہ خدا ہی ہے جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔ (بحار الانوار ۲۲ ص ۳۴۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مفوضہ ہر امام کے زمانے میں ہر زمانے کے امام کو اپنے اس عقیدہ میں شریک کرتے رہے۔

حدیث نمبر ۳: علی بن احمد الد لال سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیعوں کی ایک جماعت میں اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ آیا اللہ تعالیٰ نے عالم کے خلق کرنے اور رزق دینے کا معاملہ آئمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیا ہے یا نہیں۔ ایک گروہ نے کہا یہ محال ہے، ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کا معاملہ کسی کے سپرد کرے۔ کیونکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ہستی اجسام کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ علیہم السلام کو اس پر قادر کر دیا ہے۔ اور پھر یہ معاملہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ہی سب کچھ پیدا کیا ہے۔ اور انہوں نے ہی سب کو رزق دیا ہے، اس بارے میں دونوں گروہوں کے درمیان سخت نزاع اور جھگڑا برپا ہو گیا۔ اس پر کسی سمجھ دار آدمی نے ان سے کہا کہ تم اس مسئلہ کے متعلق حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے وکیل جناب ابو جعفر محمد بن عثمان کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے۔ ان سے پوچھئے تا کہ وہ جو بات حق ہو اسے واضح کر دیں۔ کیونکہ وہی تو حضرت صاحب الامر امام زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت تک رسائی کا واسطہ اور وسیلہ ہیں چنانچہ وہ سب کے سب حضرت ابو جعفر محمد بن عثمان کے فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ اور ان کے ارشاد کو تسلیم اور قبول کرنے پر سب نے اتفاق کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ یہ مسئلہ تحریر کیا گیا اور حضرت ابو جعفر کی معرفت حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں اسے ارسال کر دیا۔ تو حضور صاحب الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستخط مبارک اور مہر سے تصدیق شدہ جواب آ گیا۔ جس کے الفاظ یہ تھے: صرف اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات پاک ہے جس نے تمام جسموں کو پیدا کیا اور تمام رزقوں کو تقسیم کیا ہے۔ کیونکہ وہ نہ جسم ہے۔ نہ ہی جسم میں حلول کرنے والا ہے۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ رہا شان آئمہ کا بیان تو ان کی عظمت اور جلالت قدر کی یہ شان

ہے کہ وہ جب اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کو پیدا کرنے یا کسی کو رزق دینے کا سوال اور دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے حق کی عظمت اور شان کی بلندی کے باعث ان کی دعا کو شرف قبولیت سے مشرف کرتا ہے اور مطلوبہ چیز کو پیدا کر دیتا ہے اور جس کے لئے رزق کی دعا ہوتی ہے اس کو عطا کر دیتا ہے۔ (حدیقہ سلطانیہ، مرآۃ العقول۔ احتجاج طبرسی۔ تریاق فاروق)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مفوضہ کا یہ گروہ ہر امام کے زمانہ میں رہا اور بارہویں امام تک ہر امام کو اپنے اس عقیدہ میں شامل کرتا رہا اور جب بارہویں امام (ع) نے غیبت صغریٰ اختیار کر لی، تو اس زمانہ میں بھی شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کہلاتے ہوئے وہی عقیدہ رکھتے تھے۔

اور اس سے واضح طور پر ثابت ہے کہ آخری طور پر شیعہ امامیہ اثنا عشری میں یہ دونوں گروہ تھے۔ اور آج تک یہ دونوں گروہ ملے جلے آ رہے ہیں۔ اور شیعہ امامیہ اثنا عشری کہلاتے ہیں۔ ایک وہ جو آئمہ علیہم السلام کو خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات مانتا ہے اور دوسرا وہ جو آئمہ علیہم السلام کے لئے ان امور میں تفویض کا قائل نہیں ہے۔ بلکہ انہیں صرف اپنا امام، اپنا رہنما، اپنا رہبر، اپنا پیشوا، ہادی برحق، وصی رسول، خلیفہ بلا فصل پیغمبر، حقیقی جانشین رسول، منصوص من اللہ، معصوم عن الخطا، باب شہر علم نبی، عالم علم لدنی، صاحب معجزات و کرامات اور ان تمام خطابات اور القابات کا حامل سمجھتا ہے جو پیغمبر گرامی اسلام (ص) نے ان کو عطا کئے۔ اور ان باتوں پر ان کا پختہ ایمان ہے۔

اس حدیث سے مفوضہ کی اس دلیل کی بھی نفی ہو گئی ہے کہ: "بَلِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اَقْدَرَ الْاَئِمَّةَ عَلٰی ذَالِكَ وَ فَوَّضَ اِلَيْهِمْ فَخَلَقُوْا وَ رَزَقُوْا" یعنی اللہ نے آئمہ علیہم السلام کو اس بات کی قدرت دیدی اور پھر ان کے ذمہ یہ کام سپرد کر دیا۔ لہٰذا انہوں نے ہی سب کو خلق کیا ہے اور سب کو رزق دیا ہے اور اس حدیث سے

ان کی یہ بات بھی باطل ہو گئی ہے۔

حدیث نمبر ۴: امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: "مَنْ قَالَ نَحْنُ الْخَالِقُوْنَ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَقَدْ کَفَرَ" (حدیقہ سلطانیہ۔ تریاق الفاروق)

"یعنی جو یہ عقیدہ رکھے کہ ہم خدا کے اذن وامر اور حکم سے پیدا کرتے ہیں وہ کافر ہے"

حدیث نمبر ۵: ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے غلاۃ ومفوضہ کے بارے میں سوال کیا' تو آپ نے فرمایا کہ غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں۔ جو شخص ان لوگوں کے پاس بیٹھے' یا ان سے میل جول رکھے' یا ان کے ساتھ مل کر کھائے پیئے یا ان سے رشتہ لے' یا ان کا امین بنے' یا کسی امانت کا انھیں امین بنائے' یا ان کی کسی بات کی تصدیق کرے' یا ان کی اعانت وامداد کرے اگرچہ جزء کلمہ کے ساتھ ہی ہو تو وہ خدا ورسول اور ہم اہل بیت کی ولایت سے خارج ہو جاتا ہے۔ "عیون اخبار الرضا۔ بحار الانوار"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آئمہ علیہم السلام کے نزدیک ان کو خالق ورازق ومحی ومیت اور مدبر کائنات ماننے والا مشرک ہے' اور آئمہ علیہم السلام نے جتنا ان لوگوں سے بچنے کا حکم دیا اتنا کسی دوسرے کافر یا مشرک سے بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ دشمن خانگی دوسروں کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۶: یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ تفویض کے بارے میں کیا فرماتے ہیں' تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا معاملہ تو اپنے نبی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے سپرد کر دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: "ما اتاکم الرسول" الخ کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جو چیز یا حکم تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس

سے رک جاؤ' لیکن پیدا کرنے اور رزق دینے کا معاملہ کسی کے سپرد نہیں کیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے چنانچہ وہ خود فرماتا ہے "اللہ الذی خلقکم"... الخ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر اس نے تم کو رزق عطا کیا۔ پھر وہ تم کو موت دیگا اور پھر وہی موت کے بعد تم کو دوبارہ زندہ کریگا۔ کیا تمہارے تجویز کردہ شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے' جو یہ مذکورہ کام کر سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک وپاکیزہ ہے اور بلند تر ہے جسے وہ شریک کرتے ہیں۔ حدیقہ سلطانیہ۔ تریاق الفاروق وغیرہ

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو دین اور ہدایت کا کام سپرد فرمایا ہے لیکن دین کے مقابلہ میں امام کا یہ فرمانا کہ ہمیں خلق و رزق کا کام سپرد نہیں کیا یہ ثابت کرتا ہے کہ غیر استقلالی طور پر بھی یہ کام انھیں سپرد نہیں ہوئے۔

اب تک کی نقل کردہ احادیث سے ثابت ہوا کہ آئمہ علیہم السلام کے لئے خالق و رازق' محی ومیت اور مدبر کائنات ہونے کا عقیدہ رکھنے والا آئمہ علیہم السلام کے نزدیک مشرک ہے۔ آئمہ علیہم السلام نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔ ان سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ اور ان سے کسی بھی قسم کا تعلق قائم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب کہ کسی دوسرے کافر و مشرک کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ دشمن خانگی اور ہم مشرب بن کر گمراہ کرنے والا زیادہ خطرناک ہوتا ہے اس دشمن سے جو اپیانہ ہو۔ پس آئمہ کے بارے میں ان صفات کے لئے یہ کہنا کہ خدا نے انھیں اس بات کی قدرت دی' یا یہ کہنا کہ آئمہ یہ کام خدا کے امر یا خدا کے اذن اور حکم سے انجام دیتے ہیں یا یہ کہنا کہ خدا نے انھیں یہ کام سپرد کر دیئے ہیں' یا یہ کہنا کہ آئمہ غیر استقلالی طور پر ان کاموں کو انجام دیتے ہیں شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں اور جماعت اثنا عشری کی تحریر کے مطابق' جو سابق میں بیان ہو چکی۔ انھیں شیعہ نہیں کہا جا سکتا' لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ یہ لوگ خود کو شیعہ امامیہ اثنا عشری ہی کہتے ہیں' اور یہ لوگ شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں' لیکن وہ ان کو اپنی طرح تفویض کا

عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے نہ صرف مقصر کہتے ہیں بلکہ زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ انھوں نے شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے کئی نام رکھے ہیں اور نام پر نام رکھتے چلے جا رہے ہیں جس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

بزرگ علمائے شیعہ و محدثین کا مفوضہ کے بارے میں نظریہ

بزرگ شیعہ عالم محدث جلیل شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے اعتقادیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ غالیوں اور مفوضہ کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہیں اور وہ یہود و نصاریٰ و مجوس و قدریہ اور خارجیوں سے بھی بدتر ہیں اور تمام بدعتی اور گمراہ کن مذہب رکھنے والے فرقوں سے بھی بدتر اور برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عظمت کو جس طرح انھوں نے گرایا ہے۔ اور خداوند عالم کی شان کی جس قدر انھوں نے توہین و تحقیر کی ہے ایسی کسی نے نہیں کی۔ (اعتقادیہ شیخ صدوق)

شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کی نام گذاری

یہ بات ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ پیروان علی کے لئے یہ نام یعنی "شیعہ" تو خود پیغمبر گرامی اسلام (ص) نے رکھا تھا۔ لیکن پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد شیعہ امامیہ کا جو سب سے پہلا نام رکھا گیا وہ ظاہری اقتدار کے طرفداروں اور حضرت علی (ع) کو چوتھے نمبر پر خلیفہ ماننے والوں نے حضرت علی (ع) کو امام اول اور خلیفہ بلا فصل ماننے کی بنا پر "رافضی" رکھا تھا۔

پھر جب مفوضہ کا زور ہوا جو آئمہ طاہرین کو خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات مانتے تھے اور جو خود کو شیعہ امامیہ اثنا عشری میں سے شمار کرتے تھے شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے ان افراد کو جو آئمہ طاہرین کے لئے خالق و رازق و محی و ممیت و مدبر کائنات ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے "مقصر" کہنا شروع کر دیا اور آئمہ علیہم السلام کے لئے خالق و رازق و محی و ممیت اور مدبر کائنات کا عقیدہ نہ رکھنے کو تقصیر سے تعبیر کیا۔ لہذا "مقصر" دوسرا نام ہے۔

پھر جب شیعہ امامیہ اثنا عشریہ میں شیخیت کے جراثیم سرایت کر گئے جنھوں نے عقیدہ تفویض کو تصوف اور فلسفہ کے دلائل سے مستدل کیا تھا تو انھوں نے پہلے مرحلہ میں اہل تصوف کی طرح جو خود کو علمائے باطن۔ یا لب یعنی مغز کہتے تھے۔ اور شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کو "علمائے شریعت ظاہرہ" یا "قشری" کہتے تھے۔ قشری یا چھلکا کا لقب دیا۔ لہذا اہل مفوضہ کی طرف سے شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے لئے "قشری" تیسرا نام ہے۔

پھر جب شیخ احمد احسائی کو جس نے فلسفہ اور تصوف کے دلائل سے عقیدہ تفویض کو مستدل کر کے پھیلایا اور مستقل طور پر ایک مکتب فکر کی بنیاد ڈالی۔ اور اس وقت کے شیعہ علماء و مجتہدین ایران و نجف و کربلا نے اس کے فاسد عقائد کی بنا پر اسے کافر قرار دیا اور اس کی پیروی کرنے والوں کا نام "شیخی" رکھا اور اس کے عقائد کو مذہب شیخیہ قرار دیا "جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کو قادیانی کہا جاتا ہے۔"

تو چونکہ کربلائے معلیٰ میں اس وقت کے مجتہد اعظم آقا سید محمد مہدی ابن سید علی صاحب ریاض نے شیخ احمد احسائی کے کفر کے فتوے کی تصدیق کی تھی اور ممبر پر جا کر ایک خطبہ دیا تھا جس میں ان کے کافر ہونے کے اعلان کے ساتھ شیخ احمد احسائی کے فاسد عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام "مذہب شیخیہ" رکھا تھا لہذا انھوں نے اپنے مقابلہ میں شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ کا نام "بالاسری" رکھا یہ چوتھا نام ہے جو شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ کا رکھا گیا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ چونکہ آقا سید محمد مہدی ابن سید علی صاحب ریاض کربلائے معلیٰ میں امام حسین علیہ السلام کی ضریح مبارک کے سرہانے کی طرف نماز جماعت پڑھاتے تھے لہذا وہ "بالاسری" ہیں اور جو ان کی طرح شیخ احمد احسائی کے عقائد کو باطل اور کفر اور مذہب شیخیہ کی تکفیر کرے تو گویا وہ آقا سید محمد مہدی کا پیرو ہے لہذا وہ بھی بالاسری ہے چاہے وہ کسی شہر میں رہتا ہو اور چاہے وہ جس ملک کا باشندہ ہو۔ چودھویں صدی ہجری تک شیعہ امامیہ حقہ اثنا عشری کے زیادہ تر یہی نام رکھے گئے تھے جو فریق مخالف نے اپنے مقابلہ میں رکھے تھے یعنی "مقصر" "قشری اور بالاسری" مفوضہ و صوفیہ و شیخیہ کی طرف سے

ایران و عراق وغیرہ میں شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ کو اکثر انہیں مذکورہ ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔

پاکستان میں کسی کو نہ تو عقیدہ تفویض کے بارے میں کماحقہ علم تھا۔ نہ ہی وہ مذہب شیخیہ کے بارے میں کچھ جانتے تھے' اور نہ ہی یہاں پر کوئی شیعہ دینی مدرسہ تھا' صرف مجالس عزا ہی سے شغف تھا اور لے دے کر یہی یہاں کے عوام کے لئے دینی درسگاہ تھی۔

مولانا محمد بشیر انصاری جو ۱۹۴۵ء میں انگریز کے مشن پر عراق گئے تھے۔ اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے مذہب شیخیہ اختیار کر چکے تھے' پاکستان بننے کے بعد وہ مذہب شیخیہ کی عقائد کی بنیادی کتابیں "شرح زیارت جامعہ تالیف شیخ احمد احسائی اور احقاق الحق تالیف رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ مرزا موسیٰ اسکوئی ہمراہ لے کر پاکستان میں وارد ہوئے اور انہوں نے یہاں پر مجلس علماء کی بنیاد ڈالی' جس کے وہ خود صدر بنے اور انہوں نے اپنی جماعت کو ساتھ لے کر مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے مذہب شیخیہ کے عقائد کی فضائل آل محمد کے نام سے تبلیغ شروع کر دی اور بڑی خاموشی کے ساتھ اپنا مذہب ظاہر کئے بغیر مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض 'یعنی آئمہ علیہم السلام کے خالق ورازق' محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے کے عقیدہ کی' نشر واشاعت اور تبلیغ کرتے رہے' اور پاکستان کے بے خبر کم علم بلکہ لاعلم سادہ لوح شیعہ عوام ان کے گمراہ کن تبلیغات کے نتیجہ میں گمراہ ہوتے رہے۔

پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرنے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر آنے والے علماء میں سے ایک مرد مجاہد نے دیکھا کہ یہاں پر تو مجالس حسینی میں برملا مذہب شیخیہ اور عقیدہ تفویض کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام کا خالق ورازق اور محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونا فضائل محمد و آل محمد علیہم السلام کے عنوان سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اور پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کی اکثریت انہیں فضائل آل محمد سمجھتے ہوئے گمراہ ہو گئی ہے۔ تو انہوں نے اپنا شرعی فریضہ سمجھتے ہوئے ایک کتاب

"اصول الشریعہ" تصنیف کی' جس میں نہ صرف ان عقائد فاسدہ وباطلہ کا قرآن وحدیث اور اقوال علماء شیعہ کی روشنی میں رد پیش کیا۔ بلکہ شیخی عقائد کو بھی مجمل طور پر اس کتاب کے دسویں باب میں بیان کر دیا۔ جس پر مجلس علماء شیعہ کے صدر مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی جماعت سیخ پا ہو گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر کسی طرح سے پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو فریب نہ دیا گیا تو ان کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اور وہ رسوا ہو جائیں گے۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ شیخ احمد احسائی اور مذہب شیخیہ کے بارے میں یہاں کے سادہ لوح شیعہ عوام کے دلوں میں کوئی بدگمانی بھی پیدا نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک پاکباز بزرگ شیعہ عالم سمجھے جائیں۔ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ اصول الشریعہ میں شیخ احمد احسائی کے فاسد و باطل عقائد' اور آئمہ اطہار کے عقیدہ تفویض یعنی ان کے خالق ورازق اور محی و ممیت اور مدبر کائنات ماننے کے عقیدہ کو رد کرنے کی بنا پر ان کا کوئی ایسا نام رکھا جائے جس سے پاکستان کے بے خبر کم علم بلکہ لاعلم سادہ لوح شیعہ عوام کے دلوں میں ان کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے کوئی ان کی کتاب نہ پڑھے اور کوئی ان کی بات نہ سنے۔ لیکن مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کی جماعت کے علماء پاکستان کے شیعہ عوام کے سامنے انہیں بالاسری نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ پاکستان کے شیعہ عوام کو بالاسری کے نام یا لقب یا خطاب کا کچھ بھی علم نہیں تھا۔ اور اگر وہ تفصیل کے ساتھ بتلاتے تو انہیں یہ بتلانا پڑتا کہ ایران و عراق کے اس زمانے کے بزرگ ترین شیعہ علماء و مجتہدین عظام و مراجع عالی قدر شیعیان جہاں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا تھا۔ اس کے عقائد فاسدہ کو مذہب شیخیہ قرار دیا تھا۔ اور اس کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی رکھا تھا۔ لہذا اس کے بعد سے آج تک شیخی حضرات اپنے مقابلہ میں شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے علماء اور افراد کو بالاسری کہتے ہیں۔ اسی بات کو پوشیدہ رکھنے کے لئے انہوں نے اصول الشریعہ کے مصنف سرکار علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کو "بالاسری" نہیں کہا۔ چونکہ وہ شیخ احمد احسائی کو ایک پاکباز بزرگ شیعہ عالم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتے تھے اور وہ یہ نہیں [illegible] ایران و عراق کے اکثر بلکہ تمام ہی شیعہ علماء و مجتہدین عظام

اس کے عقیدہ تفویض کو باطل اور اس کے عقائد کو فاسد قرار دیتے تھے اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی انہوں نے ہی قرار دیا تھا لہذا انہوں نے ایک ایسے شخص کا نام چنا جس نے ماضی قریب میں شیخیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کو نہ صرف کافر قرار دیا بلکہ ان پر مشرک کے نجس ہونے کے احکام نافذ کئے اور ان کو کاظمین میں داخل ہونے سے روک دیا لہذا مولانا محمد بشیر انصاری نے پاکستان کے بے خبر کم علم بلکہ بے علم سادہ لوح شیعہ عوام کو فریب دینے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے۔

اب پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کو کیا معلوم تھا کہ خالصی کی سیرت کیا تھی اور اس کی سیرت کا احیاء کیا ہے۔ لیکن مجلس علماء کے صدر مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کو معلوم تھا کہ ماضی قریب میں خالصی نے عراق میں شیخیوں کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ اور ان پر مشرک کے احکام نافذ کر کے ان کا کاظمین میں داخلہ بند کر دیا تھا۔ جیسا کہ آقا ابو الحسن اصفہانی نے خودور میں مذہب شیخیہ کو نجف اشرف میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ لہذا انہوں نے پاکستان کے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام کو خوب بے وقوف بنایا اور ان کے سامنے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جو شخص شیخ احمد احسائی اور مذہب شیخیہ کے خلاف بولے وہ خالصی کا پیرو ہے۔ اور پاکستان کے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام کو یہ فریب دیا کہ خالصی نے ہی ماضی قریب میں شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا ہے ورنہ اس سے پہلے کسی نے بھی شیخ احمد احسائی کے خلاف کچھ نہ کہا تھا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے پروپگنڈہ کے ذریعہ پاکستان کے بہت سے بے خبر کم علم سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کر کے ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ جو شخص شیخ احمد احسائی اور شیخیت کے خلاف بات کرے وہ خالصی کا پیرو ہے۔ اور یہ مولانا محمد بشیر انصاری صاحب کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جس میں شیطان بھی صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا تھا۔ کہ وہ شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں ممبر پر آتا اور ان کی طرح سے مجالس عزا کا استحصال کر کے سادہ لوح شیعہ عوام کو بے وقوف بناتا۔ اور چونکہ پاکستان میں علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب نے اصول الشریعہ میں مذہب شیخیہ کا رد کیا تھا۔ لہذا پاکستان کی

حد تک یہاں کے بے خبر کم علم سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں میں یہ بٹھا دیا۔ کہ جو کوئی عقیدہ تفویض اور شیخی عقائد کے خلاف بات کرے وہ ڈھکو کا پیرو ہے اور ڈھکو پارٹی ہے۔

پس شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے آج تک جو نام رکھے گئے۔ ان میں سے پہلا نام تو شیعہ ہی ہے۔ جو حضرت علی (ع) (ع) کی پیروی کرنے والوں کا خود پیغمبر (ص) نے رکھا تھا۔

دوسرا نام رافضی ہے جو اقتدار کے ان طرفداروں نے رکھا تھا جو حضرت علی (ع) (ع) کو چوتھے نمبر پر خلیفہ مانتے تھے۔

تیسرا نام مقصر ہے جو مفوضہ نے رکھا تھا۔

چوتھا نام قشری ہے جو شیخیوں نے شیعہ علماء کا شیخ احمد احسائی کی تکفیر سے پہلے رکھا تھا۔

پانچواں نام بالاسری ہے جو شیخیوں نے شیخ احمد احسائی کی تکفیر کے بعد شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے علماء اور عوام کے لئے رکھا تھا۔ یہاں تک کے جو نام بیان ہوئے وہ ایران و عراق میں چلتے رہے ہیں۔

چھٹا نام خالصی ہے جو صرف پاکستان کی حد تک مولانا محمد بشیر انصاری نے مبلغ مذہب شیخیہ ہونے کی بنا پر اپنا پول کھلنے کے دفاع میں شیعہ امامیہ اثنا عشری کا رکھا تھا۔

اور ساتواں نام پاکستان کی حد تک ڈھکو پارٹی ہے جو مبلغین شیخیہ نے خود کو پاکستان کے بے خبر سادہ لوح شیعہ عوام سے پوشیدہ رکھنے کے لئے رکھا تھا۔

اور آٹھواں نام جو تیلی رہے تیلی تیرے سر پر کولہو کے مصداق ہے کیونکہ پہلے کے ساتوں کے ساتوں ناموں میں کوئی نہ کوئی وجہ اور کوئی نہ کوئی نسبت ہے۔ مگر آٹھواں نام جس کی کوئی وجہ نہیں ہے اور جس کی کوئی نسبت نہیں ہے اور مبلغین شیخیہ نے شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کے علماء سے پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو متنفر کرنے کے لئے تجویز کیا۔ اور اس نام کو مشہور کرنے میں انہوں نے شیطان کو بھی مات دے دی ہے۔ وہ نام

شیعیان حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے لئے "وہابی" کا نام ہے۔ یہ نام مبلغین شیخیہ نے ان شیعان حقہ امامیہ اثنا عشریہ کا رکھا ہے جو حضرت علی (ع) اور ان کی معصوم اولاد کو اپنا امام مانتے ہیں۔ اور حضرت علی (ع) کو اپنا پہلا امام مانتے ہیں۔ ان کو اپنا رہنما مانتے ہیں۔ اپنا رہبر مانتے ہیں۔ اپنا پیشوا مانتے ہیں' ہادی برحق مانتے ہیں' وہ ان کو پیغمبر کا جانشین حقیقی مانتے ہیں۔ وہ ان کو وصی پیغمبر مانتے ہیں۔ وہ ان کو منصوص من اللہ مانتے ہیں۔ وہ ان کو معصوم عن الخطا مانتے ہیں۔ وہ ان کو باب شہر علم نبی مانتے ہیں۔ عالم علم لدنی مانتے ہیں صاحب معجزات و کرامات مانتے ہیں اور انکو ان تمام خطابات و القابات کا حامل مانتے ہیں۔ جو پیغمبر اکرم (ص) نے وقتاً فوقتاً ان کو دیئے ان عقائد کے رکھنے والوں کو عقیدہ تفویض اور مذہب شیخیہ کے خلاف ہونے کی بنا پر مبلغین شیخیہ کی طرف سے وہابی مشہور کرنا۔ اور پاکستان کے بہت سے سادہ لوح شیعوں کے ذہنوں میں بٹھا دینا۔ مبلغین شیخیہ کا وہ کارنامہ ہے جو خود شیطان سے بھی ممکن نہیں تھا۔

دوغلے مقررین

بعض مجلس خوان مقررین نے جو دونوں طرف راہ و رسم رکھتے ہیں اور دونوں طرف سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نہ کوئی غالی ہے نہ کوئی مقصر ہے۔ یہ زبانی کلامی باتیں ہیں۔ ان کی یہ بات اپنی دکان چمکانے اور دونوں طرف کے لوگوں کو خوش رکھنے کے لئے فریب دینے کی بات ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت غالی کا وجود بھی ہے اور مقصر اور قالی کا وجود بھی ہے۔ اور حضرت علی (ع) نے غلط نہیں فرمایا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نمط اوسط یہ ہے کہ حضرت علی (ع) شیعوں کے پہلے امام ہیں۔ انکے رہنما ہیں۔ انکے رہبر ہیں۔ انکے پیشوا ہیں۔ ہادی برحق ہیں۔ منصوص من اللہ ہیں۔ معصوم عن الخطا ہیں۔ خلیفہ بلا فصل رسول ہیں۔ حقیقی جانشین پیغمبر ہیں۔ وصی رسول ہیں۔ عالم علم لدنی ہیں۔ باب شہر علم نبی ہیں۔ صاحب معجزات و کرامات ہیں اور حضرت علی (ع) کے بعد ان کی معصوم اولاد

منصب امامت پر فائز اور ان ہی صفات کی حامل ہے۔ اور ان ہی مراتب پر فائز ہے۔ اور انکے بارہویں امام حضرت امام مهدی ہادی آخر الزمان زندہ سلامت ہیں۔ جو بحکم خدا غائب ہیں اور حکم خدا سے ہی ظہور فرمائینگے اور زمین کو عدل و داد سے پر کر دیں گے۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہ شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشریہ ہے اور جو یہ عقیدہ نہ رکھے اور ان عقائد کا انکار کرے وہ مبغض ہے۔ معاند ہے۔ مقصر ہے۔ اور قالی ہے اور جو ان عقائد سے بڑھ کر انہیں خالق و رازق و محی و ممیت و مدبر کائنات مانے وہ غالیوں کی ایک قسم مفوضہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آئمہ علیہم السلام کے نزدیک وہ کافر بھی ہیں اور مشرک بھی ہیں۔ اور بزرگ ترین شیعہ علماء و مجتہدین و محدثین کے نزدیک وہ یہود و نصاریٰ و مجوس و خوارج اور تمام بد عتی گروہوں سے بدتر ہیں۔ اور آئمہ علیہم السلام نے ان سے کسی قسم کا تعلق قائم رکھنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ یہ باطل عقائد کو شیطان کی طرح عوام کی نظروں میں سجا کر پیش کرتے ہیں۔ خود کو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ظاہر کرتے ہیں اور تفویض کا عقیدہ نہ رکھنے والوں کو غلط طور سے مقصر کہتے ہیں۔

پاکستان میں شیخی عقائد کی تبلیغ کا آغاز

پاکستان بننے کے بعد کوئی دینی مدرسہ پاکستان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ اور تمام دینی مدارس ہندوستان میں ہی رہ گئے تھے۔ پاکستان میں صرف مجالس عزا ہی وہ واحد وسیلہ و واسطہ تھیں جو پاکستان کے شیعہ عوام کو دینی و مذہبی معلومات کے طور پر کچھ دے سکتی تھیں۔ مولانا محمد بشیر انصاری جو 1945 میں انگریز کے ایک مشن پر عراق گئے۔ جہاں مذہب شیخیہ مرزا حسن گوہر اسکوئی پہلے ہی انگریز کے اسی مشن کے لئے کام کر رہے تھے۔ وہاں مولانا محمد بشیر انصاری صاحب نے مذہب شیخیہ کی صحبت میں رہتے ہوئے مذہب شیخیہ اختیار کر لیا۔ اور واپس آتے ہوئے ان کی عقائد پر مشتمل دو کتابیں شرح زیارت جامعہ تالیف شیخ احمد احسائی اور

احقاق الحق تالیف مرزا موسیٰ اسکوئی ہمراہ لیتے آئے' پاکستان بننے کے بعد وہ پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں انہوں نے مجلس علماء کی بنیاد ڈالی اور خود اس کے صدر بنے اور اپنی جماعت کے علماء کو اپنا ہمنوا بنا کر مذکورہ دونوں کتابوں شرح زیارت اور احقاق الحق سے مذہب شیخیہ کے عقائد میں سے خصوصیت کے ساتھ عقیدہ تفویض کی فضائل کے طور پر تبلیغ شروع کر دی۔ اور مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے انہوں نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے خالق و رازق' محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے کے عقیدہ کو فضائل کے نام سے مجالس عزا میں بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور مذہب شیخیہ کا نام لئے بغیر شیعہ امامیہ کے عالم بن کر عقیدہ تفویض اور شیخی عقائد کو فضائل آل محمد کے نام سے بیان کرتے رہے۔ اور پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح عوام کی اکثریت کو ان شیخی مبلغین نے گمراہ کر کے رکھ دیا۔ (ثبوت کے لئے مولانا محمد بشیر انصاری کے صرف دو خطوط کا عکس صفحہ نمبر 59-58 پر ملاحظہ کریں)

پاکستان میں شیخی مبلغین کی رد میں پہلی کتاب

اس میں شک نہیں کہ جب نجف اشرف سے فارغ التحصیل ہو کر آنے والے علماء میں سے ایک عالم مجاہد نے یہ دیکھا کہ یہاں تو مجالس عزا میں فضائل کے نام سے شیخی عقائد اور عقیدہ تفویض کو بیان کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اصول الشریعہ لکھ کر ان عقائد کا سدباب کرنے کی کوشش کی' اور چونکہ شیخی عقائد میں سے جو عقائد عام طور پر بیان کئے جا رہے تھے ان میں سے نمبر (۱) انبیاء و آئمہ کی نوع کا مسئلہ نمبر (۲) انبیاء و آئمہ کے بشر نہ ہونے کا مسئلہ نمبر (۳) آئمہ معصومین کے خالق و رازق محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے یعنی تفویض کا مسئلہ نمبر (۴) انبیاء و آئمہ علیہم السلام سے استمداد کا مسئلہ نمبر (۵) معجزہ کے فعل خدا یا فعل نبی و امام ہونے کا مسئلہ نمبر (۶) سرکار محمد و آل محمد کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ نمبر (۷) سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے عالم الغیب ہونے کا مسئلہ نمبر (۸) پیغمبر اکرم (ص) کی معراج کا مسئلہ' خصوصیت کے ساتھ بڑے زور شور سے بیان ہو رہا تھا لہٰذا اصول الشریعہ

کے مولف محترم نے بڑی کاوش سے قرآن کریم' احادیث معصومین اور بزرگ ترین شیعہ علماء و مجتہدین کے اقوال سے ان فاسد عقائد کا رد فرمایا اور نویں باب میں شیعوں اور وہابیوں کا فرق بیان کر کے دسویں باب میں شیخی عقائد کو شیخیوں کی کتابوں سے مختصر طور پر بیان فرمایا۔ بے شک یہ بہت بڑی جرات کا کام تھا مگر مبلغین شیخیہ' جو تیس سال سے شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کے ذہنوں میں ان عقائد کو فضائل آل محمد کے نام سے بٹھا چکے تھے۔ ان کے ذہنوں میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ لہٰذا ان مبلغین شیخیہ نے حسب توفیق انکی رد میں کتابوں پر کتابیں لکھنا شروع کر دیں۔ ہر کوئی یہ خیال کرتا تھا کہ کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائے لہٰذا ان کی کتابوں کے جواب میں کتابوں کا ایک سیلاب آ گیا۔ جن میں ان کی کسی بھی بات کا جواب اور معقول رد نہ تھا۔ کچھ سمجھ دار لوگوں نے علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کے علمی استدلالات کی داد دی اور ان کے حق میں بیان دیئے۔ لیکن اکثر سادہ لوح شیعہ عوام ان شیخی مبلغین کے بہکانے میں آ کر انہیں مقصر' قشری' اور وہابی تک کہنے لگ گئے اور جن لوگوں نے ان بیانات اور تحقیقات کو صحیح قرار دیا ان کو انہوں نے ڈھکو پارٹی کہنا شروع کر دیا اور وہ خود شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں نمودار ہوتے رہے۔ اور ان کا شیخی ہونا کسی پر آشکار نہ ہو سکا۔

مولانا انصاری اور ان کے ساتھیوں کا شیخی ہونا کیسے کھلا؟

مولانا محمد بشیر انصاری اور ان کے ساتھی علماء بڑی دلیری کے ساتھ بلکہ بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں ممبروں پر جلوہ نما ہوتے رہے اور علامہ محمد حسین ڈھکو صاحب کی کتابوں' احسن الفوائد اور اصول الشریعہ کے شائع ہونے کے باوجود ان کا شیخی ہونا نہ کھلا۔ ان کو مقصر کہا گیا۔ ان کو قشری کہا گیا۔ ان کو اور ان کو اور ان علمائے حق کو جنہوں نے ڈھکو صاحب کی تائید کی۔ خالصی کا پیرو

بلکہ خاص کا خلیفہ کہا گیا۔ مگر یہ مبلغین شیخیہ بڑے دھڑلے کے ساتھ شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء بنے رہے۔ پاکستان میں یہ بات کسی کو بھی معلوم نہ تھی کہ مذہب شیخیہ کی دو شاخیں ہیں۔ ایک شیخیہ رکنیہ کرمان۔ دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت۔ اور میں نے ان دونوں فرقوں کا حال اپنی کتاب (شیخیت کیا ہے اور شیخی کون؟) اور ترجمہ تنبیہ العوام بر مفاسد ارشاد العوام کے ترجمہ کے مقدمہ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لہذا میں اسے دہرا کر طول دینا نہیں چاہتا۔ جس کا دل چاہے وہ ان کتابوں کا مطالعہ کرے لیکن پاکستان کے ان شیخی مبلغین کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ مذہب شیخیہ کی دو شاخیں ہیں 'مولانا محمد بشری انصاری صاحب' مذہب شیخیہ کی دو کتابوں شرح زیارۃ جامعہ تالیف شیخ احمد احسائی اور احقاق الحق 'جو شیخیوں کی دوسری شاخ کے رئیس مرزا موسیٰ اسکوئی کی لکھی ہوئی تھی۔ ساتھ لائے تھے اور ان میں سے ہی وہ عقائد شیخیہ کا بیان کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں کراچی کے ایک شخص نے جس کا نام کاظم علی رسا تھا اور جو شیخیوں کی دوسری شاخ شیخیہ رکنیہ کرمان سے وابستہ تھا۔ ہفت روزہ رضاکار میں ایک اشتہار دیا کہ انہوں نے مکتبہ ابراہیمیہ کرمان کی شاخ پاکستان میں کھولی ہے۔ اور آیت اللہ العظمی حجۃ الاسلام آیت اللہ شیخ احمد احسائی اور مجدد مذہب امامیہ حجۃ الاسلام آیت اللہ السید کاظم رشتی کی کتابیں ہمارے پاس آگئی ہیں۔ لہذا اشتیاقین ان کتابوں کا مطالعہ اس مکتبہ ابراہیمیہ میں آکر کر سکتے ہیں۔ اس حقیر نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں مذہب شیخیہ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھی تھیں اور مجھے ان کے فاسد و باطل عقائد کا علم تھا اور میں جانتا تھا کہ ایران و عراق کے بزرگ ترین شیعہ علماء و مجتہدین نے ان کے فاسد و باطل عقائد کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا ہے۔ اور انکی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی اور مذہب شیخیہ رکھا ہے۔ لہذا میں نے مدیر رضاکار محترم شیخ محمد صدیق صاحب کو خط لکھا کہ آپ نے یہ اچھا نہیں کیا۔ پاکستان کے شیعہ عوام اس اشتہار کی وجہ سے گمراہ ہو نگے۔ شیخ محمد صدیق صاحب مدیر رضاکار نے میرے خط کا یہ جواب دیا کہ مجھے تو مذہب شیخیہ کے بارے میں کچھ علم نہیں اگر آپ اس سلسلے میں کوئی مضمون بھیجیں تو میں اسے اپنے اخبار رضاکار میں شائع کر دونگا۔ چنانچہ

میں نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا۔

هوشیار اے قوم شیعہ هوشیار

شیخیوں سے رشتیوں سے هوشیار

کاظم علی رسا کا اشتہار شائع ہونے کے بعد ایک طرف تو اس حقیر نے مذکورہ عنوان کے تحت مضمون لکھ کر بھیجا جو ہفت روزہ رضاکار میں چار اقساط میں شائع ہوا۔ دوسری طرف تمام بڑے بڑے مبلغین شیخیہ نے جب کاظم علی رسا کا کتابوں کا اشتہار حجۃ الاسلام آیت اللہ شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ اور مجدد ملت حجۃ السلام آیت اللہ العظمی السید الامجد کاظم رشتی کے القابات کے ساتھ پڑھا تو وہ سب کے سب کاظم علی رسا کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ اور انہوں نے اس کے ساتھ سلسلہ خط و کتابت شروع کر دیا اور اپنے ان خطوط میں ان مبلغین شیخیہ نے اس پر یہ واضح کیا کہ ہم بھی مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور عرصہ سے عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں اور آج کل ان کتابوں کے جوابات میں مشغول ہیں۔ جو محمد حسین ڈھکو نے ان دونوں بزرگوں کے عقائد اور مذہب شیخیہ کے خلاف لکھی ہیں۔

میرے مضمون کا شائع ہونا تھا کہ کاظم علی رسا نے مجھ پر اور شیخ صدیق مدیر محترم رضاکار پر زیر دفعہ 295-500، کراچی کی عدالت میں فوجداری دعویٰ کر دیا اور ساتھ ہی ایک رسالہ تحریر کیا۔ جس میں مجھے اور شیخ صدیق اور ان تمام بزرگ شیعہ علماء و مجتہدین ایران و عراق کو جنہوں نے شیخ احمد احسائی کو کافر قرار دیا تھا اور اس کی پیروی کرنے والوں کو شیخی اور اس کے فاسد و باطل عقائد کا نام مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ گالیاں دیں اور انکی شان میں ناشائستہ ناروا اور توہین آمیز الفاظ استعمال کئے۔ لہذا میں نے بھی کاظم علی رسا کے خلاف [illegible] کی عدالت میں زیر دفعہ 295-500 فوجداری دعویٰ کر دیا۔ تو اس میں [illegible] مبلغین شیخیہ اس کے معاون بن گئے۔ مجھے وہ وقت اچھی طرح یاد ہے۔ جب مولانا محمد اسمٰعیل کاظم علی رسا کے خلاف میرے دائر کئے ہوئے مقدمہ میں پیش ہوا کرتے [illegible] میرے خلاف جو مقدمہ کاظم علی رسا نے کیا تھا۔ وہ میں نے یکا و تنہا بھگتا۔ تقریبا

ایک سال تک ہر پیشی پر کراچی جاتا تھا۔ خدا کا فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھے کراچی میں بھی کامیاب کیا اور کاظم علی رسا نے راہ فرار اختیار کی۔ لیکن چنیوٹ میں میرے مقدمہ کے سلسلے میں وہ کبھی نہیں آیا۔ بلکہ مولانا محمد اسمٰعیل ہی حاضر ہوتے رہے اور اسے یہ یقین دلاتے رہے کہ چنیوٹ کے تمام ایم۔ این۔ اے اور ایم۔ پی۔ اے میرے ساتھ ہیں۔ میں بہت جلد اس مقدمہ کو ختم کرادونگا۔ میرے مقدمہ کے سلسلہ میں سارے مبلغین شیعہ کاظم علی رسا کے ساتھ تعاون کرتے رہے اور اس کے ساتھ انھوں نے خط و کتابت جاری رکھی۔ لیکن خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

حالات و واقعات اور قرائن و شواہد سے اسے معلوم ہو گیا کہ پاکستان کے سارے مبلغین شیعہ۔ مذہب شیعہ احقاقیہ کویت کے عقائد کے مبلغ ہیں۔ لہذا اس نے انھیں شیعہ احقاقیہ کویت سے وابستگی ختم کرنے کے لئے کہا اور جب اس نے دیکھا کہ اصل میں یہ ادھر کے ہی ہیں اور مقدمہ کے سلسلہ میں بھی وہ ان سے بدظن ہو گیا۔ کیونکہ اسے سمن پر سمن جارہے تھے اور یہ ہر دفعہ اسے یہ ہی یقین دلا رہے تھے کہ بس اس دفعہ یہ مقدمہ ختم ہو جائے گا۔ آخر جب وہ سمن وصول کرتے کرتے تنگ آگیا تو اس نے وہ خطوط "گلدستہ مووت" کے نام سے شائع کر دیئے۔ جن میں سے دو بزرگ مبلغین شیعہ کے چند خطوط کے اقتباسات آگے تحریر کئے جائیں گے۔ ان خطوط میں سے ایک خط میں اے سی کے ریڈر کو مثل ملاحظہ کے لئے رشوت دینے کا حال بھی بیان کیا تھا۔ اور حسن طلب کے طور پر یہ لکھا تھا کہ یہاں تو رشوت کے بغیر کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا۔ یہ خط مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کے داماد خادم حسین کا تھا۔ اس خط نے مقدمے کے سلسلہ میں بڑا کام کیا۔ میں نے یہ خط اے سی کے پیش کر دیا اور اے سی جو مولانا محمد اسمٰعیل کے احترام میں کھڑا ہو جاتا تھا اور ہمارے بار بار اسرار کے باوجود وارنٹ گرفتاری جاری کرنے پر تیار ہی نہ ہوتا تھا۔ خط پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا اور فوراً حکم دیا کہ اس کے خلاف بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کیا جائے۔ ہماری کوشش سے اس کے وارنٹ گرفتاری کی تعمیل ہوئی۔ لیکن اس نے نقد ضمانت

داخل کر کے آئندہ تاریخ پر حاضر ہونے کا اقرار کر لیا۔ مگر اس نے چنیوٹ حاضر ہونے کی بجائے ہائی کورٹ میں جسٹس جاوید اقبال کی عدالت میں رٹ دائر کر دی۔ یہ رٹ بھی کافی عرصہ چلی۔ میں اور کاظم علی رسا دونوں حاضر ہوتے رہے۔ آخر حق کو فتح ہوئی باطل کا منہ کالا ہوا اور کاظم علی رسا کو شکست فاش ہوئی۔ اور وہ تحریری طور پر میرے خلاف کچھ نہ لکھنے کا اقرار کر کے یعنی مذہب شیعہ کی تبلیغ نہ کرنے کا وعدہ کر کے زندہ ہی مر گیا۔ اور اس کے ذریعہ سے مولانا محمد بشیر انصاری' مولانا محمد اسمٰعیل اور دوسرے مبلغین شیعہ کا شیخی ہونا طشت از بام ہو گیا۔ ان خطوط کے عکس گلدستہ مووت کے علاوہ ہماری کتابوں "ایک پراسرار جاسوسی کردار" "ولایت قرآن کی نظر میں" اور "العقائد الحقہ" میں بھی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ ہم ان خطوط کے چند اقتباسات قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

مولانا محمد بشیر انصاری کے خطوط کے اقتباسات

مکتوب مورخہ 14-3-75

1- علماء شریعت ظاہرہ (مفتی و مجتہد) علوم باطنیہ کے فہم و ادراک سے قاصر ہیں۔

2- علماء باطن و حاملین حضرت شیخ اوحد (رح) کے اسماء گرامی اور ان کے مولفات کے مطالعہ کا شوق تھا۔ میرے پاس صرف ان کی شرح زیارت جامعہ اور ان کے شاگردوں میں عالم محقق کی کتاب احقاق الحق طبع جدید نجف اشرف موجود ہے۔

3- ان شاء اللہ آپ کی خدمت میں اپنی تالیف "حقایق الوسائط" جلد دوئم رجسٹرڈ پارسل بھیج رہا ہوں۔ اگر اس کا ترجمہ بزبان فارسی ہو جائے۔ اور ایران میں اسکی اشاعت ہو تو علماء و قارئین کو معلوم ہو گا کہ اس مکتب فکر کے افراد پاکستان میں بھی ہیں۔

نمبر1= پاکستانی علماء شیعہ میں اکثر و پیشتر قشری ہیں۔ جناب شیخ اوحد طاب ثراہ کے افادات تک رسائی مشکل ہے۔ اس آخری عمر میں چاہتا ہوں کہ اردو میں یہ مضامین عالیہ قلمبند ہو جائیں۔

نمبر2= مقدمہ کے حالات سے مطلع فرمایئے۔ انتظار شدید ہے۔

مکتوب مورخہ 22-5-75

نمبر1= ابھی تک ڈھکو کے جوابات میں شب و روز مشغول ہوں۔ اس نے تازہ ایڈیشن میں اپنی دونوں کتابوں۔ احسن الفوائد اور اصول الشریعہ میں نہایت بے رحمی سے شیخ اوحد اور سید رشتی علیھما الرحمہ پر حملے کئے ہیں۔

نمبر2= آپ نے حقائق الوسائط جلد دوم کا مطالعہ فرمایا ہوگا۔ اس میں ان بزرگوں کے عقائد کی تائید اور دلائل عقلیہ سے تسدید کی گئی ہے۔

نمبر3= جناب آقائے ابراہیمی مدظلہ العالی سے عنقریب مراسلت کرونگا۔ یہ پاکستانی فتنہ جو شیخ خالصی کی سیرت کا احیاء ہے نہایت قوت و شدت اختیار کر گیا ہے۔ اس کا دفاع نہایت ضروری بلکہ اوجب واجبات میں ہے۔

مکتوب مورخہ 3-10-75

مولانا اسمٰعیل صاحب نے جو رسالہ تحریر فرمایا ہے اور شیخ وحید علیھما الرحمہ کی تائید کی ہے۔ اس کا مشورہ میں نے ہی دیا تھا۔ کیونکہ مذہب شیخی یا عقائد شیعہ کو بغیر علم و فہم غلط سمجھا جا رہا تھا۔ اس کی رو ہو جائے۔ اور قرآن و حدیث اور دلائل عقلیہ سے جن عقائد کو ان بزرگوں نے مبرہن و مستدل کیا ہے۔ اس کا انکشاف ہو جائے...

تبصرہ

قارئین محترم! مولانا محمد بشیر انصاری کے خطوط کے مذکورہ اقتباسات کو غور سے پڑھیے۔ اور خود اپنے ساتھ انصاف کیجئے۔ انصاری صاحب کے ان چاروں خطوط سے واضح ہو گیا ہے کہ وہ مذہب شیخیہ رکھتے تھے اور وہ اور ان کے ساتھی پاکستان میں مذہب شیخیہ کی ہی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔ اور چونکہ مذہب شیخیہ کے عقائد میں سے عقیدہ تفویض مجالس میں جاہل سامعین کو خوش کرنے کے لئے ایک تیر بہدف نسخہ تھا۔ لہذا وہ اور ان کے ساتھی ساری عمر آئمہ علیہم السلام کا خالق و رازق و محیی و ممیت اور مدبر کائنات ہونا بیان کرتے رہے اور پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اکثر بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کر کے رکھ دیا۔ ان کے ایک اور ساتھی مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی کے خطوط کے اقتباسات بھی قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

مولانا محمد اسمٰعیل کے خطوط کے اقتباسات

مکتوب مورخہ 30-4-75

آج کل مقصرین کے خلاف ایک بہت بڑی مہم چلا رہا ہوں اور حضرت شیخ الاوحد [illegible] احمد احسائی قدس سرہ کے معتقدین سے ہوں۔ شرح زیارت جامعہ سے کوئی تیس سال [illegible] استفادہ کر رہا ہوں۔

[illegible] کاظم رشتی اعلی اللہ مقامہ سے بھی عقیدت ہے۔

مکتوب مورخہ 10-5-75

[illegible] جہاد ہوں

نمبر2= باقی چنیوٹ والی بات یا چنیوٹیہ (یعنی یہ حقیر مولف این کتاب) اس کا آپ فکر نہ فرمایئے۔ لائل پور اور چنیوٹ میں کل 22 میل کا فرق ہے۔ اور تمام چنیوٹ کے ایم۔ این۔ اے اور ایم۔ پی۔ اے اور مومنین میرے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ ان کے خلاف اودھم مچادونگا۔ اور آپ کی حمایت میں خون کا آخری قطرہ تک بہادونگا۔ آپ شیخ اوحد شیخ احمد احسائی اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ کی حمایت میں ماخوذ و مطعون ہوں اور میں خاموش رہوں۔ آپ حالات سے مجھے مطلع فرماتے رہیے اور چنیوٹ کا تمام کام مجھ پر چھوڑ دیئے۔ آپ بے فکر ہو کر چنیوٹ کے کوائف سے مجھے مطلع فرمایئے۔ چنیوٹ اور چنیوٹ کی اکثریت میری بغل میں ہے۔

مکتوب مورخہ 10-5-75

میرے عقائد و اعمال کا تجزیہ یہ ہے کہ میں شیعہ ہوں متقدمین علماء کو مانتا ہوں اور عرصہ تیس سال سے شرح زیارت جامعہ شیخ الاوحد شیخ احمد احسائی اعلی مقامہ سے استفادہ کرتا ہوں لہذا فضائل باطنیہ میں میرا اعتقاد، عقیدہ شیخ رجب اور سید اسعد کی ایک آدھ کتاب بھی میرے پاس ہے۔

مکتوب مورخہ 15-5-75

نمبر1= اس سال سالانہ جلسہ کے بڑے اشتہار کی پیشانی پر شیخ الاوحد و سید امجد کے اسمائے گرامی لکھ دیئے ہیں۔ اور شیخی کے معصوم ہونے کا اعلان بھی عنقریب شائع ہو رہا ہے۔

نمبر2= اب میری زندگی کا آخری مرحلہ آل محمد کے فضائل باطنیہ کی تعلیم و تبلیغ ہے۔ رات دن کتب کرمانیہ درس میں پڑھائی جا رہی ہیں۔

نمبر3= انشاء اللہ کتب شیخیہ اور ان کے علوم اور آل محمد کے فضائل باطنیہ کی ترویج کرونگا۔

نمبر4= اگرچہ پندرہ سال سے مقصرین سے جنگ جاری ہے۔ لیکن کتب کرمانیہ ابراہیمیہ

نے میرے ایمان کو روشن بلکہ درجہ ایمان تک پہنچا دیا ہے۔ اور انشراح صدر ہو گیا۔ میں رات دن کتب ابراہیمیہ ہی پڑھاتا ہوں۔ میری غذا (دوا) اب سب کچھ یہی ہے۔

نمبر5= مگر اب یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ کرمانیوں اور احقاقیوں میں چند مسائل میں اختلاف ہے۔ اور مجھے فی الحال ان مسائل میں معرفت نہیں ہے۔ لہذا فیصلہ مشکل ہے۔

نمبر6= یہ مقصرین حضرت شیخ الاوحد قدس سرہ کے دشمن ہیں۔ لہذا میرے جلسے مناظرے اور مذاکرے اب اسی موضوع پر ہو رہے ہیں۔

نمبر7= احقاقیوں اور کرمانیوں کے اختلاف اپنے مقام پر میں حضرت شیخ الاوحد اور سید الامجد کے علوم باطنیہ کی روشنی میں درس چلاؤنگا۔

مفوضہ کے لئے ایک منظم لیڈر شپ کا قیام

شیخ احمد احسائی سے پہلے مفوضہ کی کوئی منظم لیڈر شپ دکھائی نہیں دیتی۔ روایات سے جو کچھ پتہ چلتا ہے۔ وہ صرف اتنا ہے کہ اس عقیدہ تفویض کی بنیاد عبداللہ بن سبا کے فرزندوں میں سے ایک فرزند نے رکھی اور پھر غیر منظم طور پر یہ عقیدہ ایک سے دوسرے تک پھیلتا رہا۔ حتی کہ احمد الدلال کی روایت سے بھی صرف اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا اور تنازعہ کی شکل اختیار کر گیا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ خدا نے آئمہ (ع) کو اس بات پر قادر کر دیا ہے۔ لہذا وہی خلق کرتے ہیں۔ وہی رزق دیتے ہیں۔ دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ یہ بات ناممکن ہے۔ لیکن شیخ احمد احسائی تک مفوضہ کی کسی منظم لیڈر شپ کا پتہ نہیں چلتا۔

استعمار غرب چونکہ ایران و عراق کی طاقت کو کمزور کر کے ان پر قبضہ کرنا چاہتا تھا لہذا اس نے شیعوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے عقیدہ تفویض کو پھیلانے کے لئے ایک منظم لیڈر شپ مہیا کی اور شیخ احمد احسائی کے ذریعہ ایران و عراق میں عقیدہ تفویض کو

شیعیان ایران و عراق میں پھیلانا شروع کر دیا۔ چونکہ ان دنوں ایران میں فلسفہ و تصوف کا بڑا زور تھا۔ اور ملا صدرا کی کتاب مشاعر اور کتاب عرشیہ اور ملا محسن فیض کا رسالہ علمیہ فلسفہ میں نام حاصل کر چکے تھے۔ لہذا شیخ احمد احسائی نے نہ صرف مذکورہ کتابوں کی شرحیں لکھیں بلکہ فلسفہ میں مستقل کتابیں بھی فوائد اور شرح فوائد کے نام سے لکھیں جن میں ماضی کے فلسفہ میں معمولی سی ترمیم کر کے ایک نیا فلسفہ علل اربعہ کا پیش کیا۔ اور اپنے اس خود ساختہ فلسفہ اور دلائل اہل تصوف کے ذریعہ عقیدہ تفویض کو مستدل کیا۔ اور ایک نئے مکتب فکر کی بنیاد ڈالی۔ لہذا سارے متوشہ شیخ احمد احسائی کی لیڈر شپ کے ماتحت جمع ہو گئے۔ اور اس کے فلسفہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہت سے فلسفہ کے شائقین بھی اس کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ شیخ احمد احسائی نے نہ صرف اپنے خود ساختہ جدید فلسفہ اور تصوف کے دلائل سے اپنے شاگردوں کو اپنا گرویدہ بنایا۔ بلکہ وحی والہام کا دعویٰ کر کے اس نے اپنے شاگردوں کو یہ باور کرا دیا کہ اس نے اس دنیا میں کسی سے درس نہیں پڑھا۔ بلکہ اس کے تمام علوم اسے وحی والہام کے ذریعہ حاصل ہوئے ہیں۔ مزید تفصیل ہماری کتاب "ایک پر اسرار جاسوسی کردار" میں پڑھئے۔

شیخ احمد احسائی کے حلقہ درس میں شریک ہونے والے شاگرد دو قسم کے تھے۔ اول وہ جنہوں نے خود شیخ احمد احسائی کی طرح نجف و کربلا وغیرہ میں کسی شیعہ مکتب و مدرسہ یا حوزہ علمیہ میں درس حاصل نہ کیا تھا۔ دوسرے وہ جو نجف و کربلا کے شیعہ مدارس اور حوزہ علمیہ میں فقہ کا درس لیتے رہے۔ اور فقہ میں اجازہ روایت لے کر آئے تھے اور حجۃ الاسلام کہلاتے تھے۔ اور فلسفہ کا شائق ہونے کی وجہ سے شیخ احمد احسائی کے خود ساختہ جدید فلسفہ کی تعلیم کے حصول کے لئے اس کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے تھے۔ وہ عقائد میں اس کے پیرو بن گئے۔

شیخ احمد احسائی کے بعد اس کے شاگرد ارشد کاظم رشتی نے جو شیخ احمد احسائی کی طرح کسی حوزہ علمیہ کے درسوں میں شریک نہ ہوا تھا اور شیخ احمد احسائی کا مخلص شاگرد تھا۔

اس کے سلسلہ درس کو قائم رکھا اور شیخ احمد احسائی کے جانشین اول کی حیثیت سے اس کے عقائد کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہا۔ لیکن کاظم رشتی کے بعد یہ فرقہ بھی کئی فرقوں میں بٹ گیا۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر 1= بابی و بہائی: چونکہ شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی نے اپنی کتابوں میں وحی والہام اور کشف کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا ان کے شاگردوں میں سے علی محمد باب اور حسین علی بہا اپنے اساتذہ کی طرح وحی والہام کے دعوے کے ساتھ امام مہدی ہونے کے مدعی ہو گئے۔ اور بابی اور بہائی کہلائے۔

نمبر 2= شیخیہ رکنیہ: چونکہ شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے شاگردوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے نجف و کربلا کے کسی شیعہ مکتب یا حوزۂ علمیہ میں کسی درس میں شرکت نہ کی تھی۔ اور شیخ احمد احسائی نے شرح زیارۃ میں معرفت کو چار ارکان میں منحصر قرار دیا تھا۔ اول معرفت توحید، دوسرے معرفت نبوت، تیسرے معرفت امام، چوتھے معرفت شیعہ یار کن رابع۔ لہذا شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں سے یہ گروہ رکنیہ کہلاتا ہے۔ جس کا پہلا سربراہ مرزا احمد کریم خان قاچاری کرمانی ہوا۔

نمبر 3= شیخیہ احقاقیہ: چونکہ شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں تیسرا گروہ وہ تھا۔ جو نجف و کربلا میں شیعہ مدارس اور حوزہ علمیہ میں شرکت کر کے آیا تھا۔ اور فلسفہ کا شائق ہونے کی بنا پر شیخ احمد احسائی کے حلقہ درس میں شریک ہو کر عقائد میں اس کا پیرو ہو گیا تھا۔ لہذا یہ گروہ عقائد میں شیخ کا پیرو ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ فقہ پر عمل پیرا تھا۔ اس گروہ کا پہلا سربراہ میرزا حسن گوہر قراچہ داغی تھا۔ لہذا اس گروہ کے سربراہوں میں وہ لوگ رہے۔ جو عقائد میں شیخ احمد احسائی کے پیرو رہے اور فقہ حوزہ ہائے علمیہ شیعہ سے اکتساب کرتے

رہے۔ اس گروہ کی زعامت مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کے بعد اسکوئیوں کے ہاتھ آئی۔ اور مرزا موسیٰ اسکوئی کی طرف سے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید میں لکھی گئی کتاب "احقاق الحق کے بعد سے" یہ حضرات احقاقی کہلاتے ہیں۔ اور ان کا مرکز آج کل کویت میں ہے۔ پس شیخ احمد احسائی کا مکتب فکر بھی تقسیم ہو کر تین شاخوں میں بٹ گیا۔ جن کے راس و رئیس و سربراہ اس طرح سے ہیں:۔

شیخ احمد احسائی

سید کاظم رشتی

۱=	۲=	۳=
مرزا علی محمد باب شیرازی	مرزا محمد کریم خان قاچاری کرمانی	مرزا حسن گوہر قراچہ داغی
حسین علی بہا	مرزا محمد خان کرمانی	مرزا باقر اسکوئی
صبح ازل	مرزا زین العابدین خان کرمانی	مرزا موسیٰ اسکوئی احقاقی
-	مرزا ابو القاسم خان کرمانی	مرزا علی اسکوئی احقاقی
-	مرزا عبد الرضا ابراہیمی کرمانی	مرزا حسن اسکوئی احقاقی
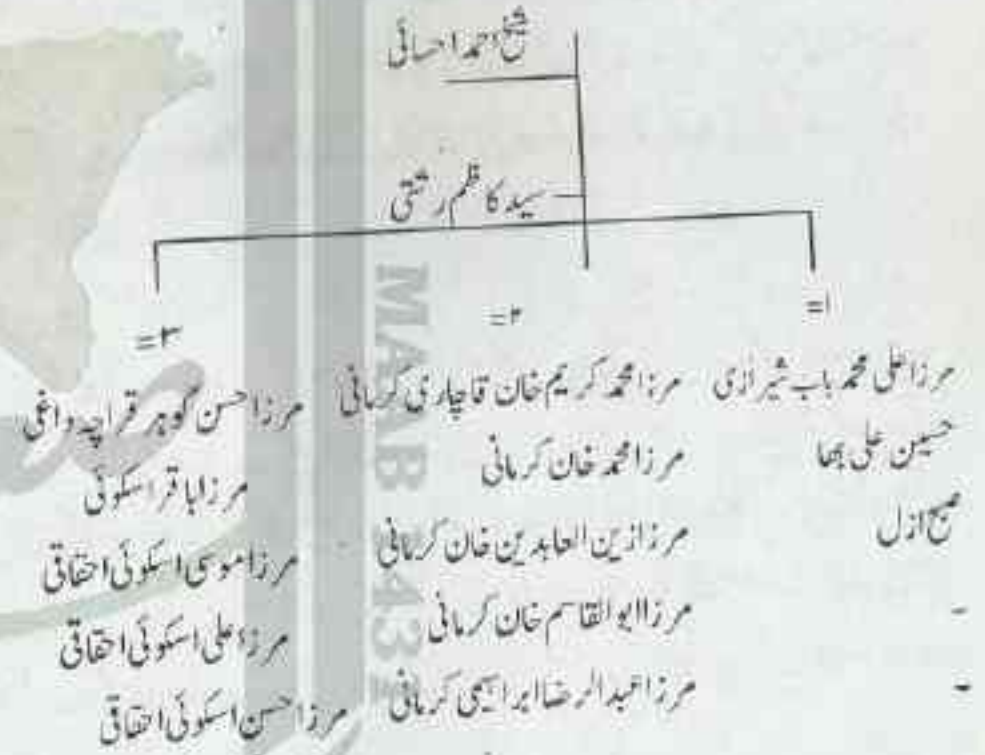
اس میں سے پہلا گروہ بابی و بہائی کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ گروہ شیخ کے جھوٹے دعوے وحی والہام سے شہ پاکر خود مدعی وحی والہام ہو گیا۔ لہذا یہ گروہ قرآن کو منسوخ کر کے ایک نئی کتاب "الاقدس" نام کی لے آیا۔ اور امام مہدی ہونے کا مدعی ہو گیا۔ لہذا مذہب شیخیہ کی دونوں شاخوں نے خود اسے مذہب شیخیہ سے منحرف قرار دے کر اسے ایک جدا مذہب اور کافر قرار دے دیا۔ باقی کے دونوں گروہ خود کو شیخ احمد احسائی کی تعلیمات کا سچا پیرو قرار دیتے ہیں۔ اور رکن رابع اور ناطق واحد جیسے چند مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کی بنا پر ایک دوسرے کو

شیخ احمد احسائی کی تعلیمات سے منحرف قرار دیتے ہیں۔ لیکن شیخیہ رکنیہ کرمان تو برملا طور پر خود کو شیخی کہتا ہے۔ اور اپنے شیخی ہونے پر فخر کرتا ہے۔ اور شیخیہ احقاقیہ کویت شیخیہ رکنیہ کے مقابل تو یہ کہتے ہیں کہ شیخ کے سچے پیرو اور اصل شیخی ہم ہیں۔ لیکن شیعہ حقہ امامیہ کے سامنے خود کو چھپاتے ہیں۔ اور شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے لباس میں شیعوں کے ساتھ ملے جلے رہ کر شیخی عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر شیعہ حقہ امامیہ سے عقائد میں اختلاف کو دونوں شیخی فرقے تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخیہ رکنیہ کرمان کا رئیس مرزا محمد کریم خان قاچاری کرمانی اپنی کتاب ہدایت الطالبین میں بالفاظ واضح لکھتا ہے۔

"معلوم ہونا چاہیے کہ اس بات میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ تمام آگاہ لوگوں کو بلکہ تمام اہل ایران کو اس بات کا علم ہے۔ کہ اس زمانہ میں کہ 1261ھ ہے۔ مذہب شیعہ دو فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ان میں ایک کا نام "شیخی" ہے۔ اور دوسرے کا نام "بالاسری" ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو یا تو غافل ہیں۔ یا احمق ہیں یا بالکل بچے ہیں یا خانہ نشین عورتیں ہیں۔ کہ ان کے کانوں تک یہ بات نہ پہنچی ہو .... کتاب ہدایت الطالبین ص 16

یہ فرقہ خود کو شیخی کہنے پر فخر کرتا ہے۔ لیکن خود کو شیعوں کا ہی ایک فرقہ قرار دیتا ہے۔ کاظم علی رسا اسی فرقے کی طرف سے پاکستان میں تبلیغ کے لیے مقرر ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اس فرقے کی عادت کے مطابق خود کو پوشیدہ نہیں رکھا۔ لہذا اشتہار کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔ اور ہم سے شکست کھانے کے بعد بالکل خاموش ہو گیا۔ لیکن پاکستان کے ان تمام مبلغین شیخیہ کو بھی جو شیخیہ احقاقیہ کی سیرت کے مطابق پوشیدہ طور سے شیعہ امامیہ اثنا عشری کے علماء کے لباس میں شیخی عقائد کو بیان کر رہے تھے۔ ہمارے مقدمے کے سلسلہ میں ان کی طرف سے کی گئی خط و کتابت کو شائع کر کے ان سب کو ننگا کر گیا۔

اور شیخیوں کے دوسرے فرقے شیخیہ احقاقیہ کویت کے رئیس و سربراہ مرزا موسیٰ اسکوئی نے بھی شیعوں کے اس اختلاف کو اپنی کتاب احقاق الحق میں اس طرح سے بیان کیا

ہے۔ "ومن اعظم ماحدث فی ھذا الزمان المتاخر حتی افترقت

الامامیة علیٰ فرقتین عظیمتین"۔۔۔۔۔احقاق الحق۔

یعنی اس آخری زمانے میں سے عظیم حادثہ جو ہوا ہے۔ یہ ہے کہ شیعہ امامیہ دو عظیم فرقوں میں بٹ گیا ہے۔

قارئین محترم! مذہب شیخیہ کی ان دونوں شاخوں کے روساء کے بیانات سے بھی ثابت ہو گیا کہ حتمی طور پر شیعہ امامیہ اثنا عشری تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں عقائد کے اعتبار سے تقسیم ہو گیا۔ لیکن شیخیوں کی دونوں شاخیں عقیدہ تفویض میں کوئی اختلاف نہیں رکھتی تھیں۔ ان کا اختلاف صرف رکن رابع اور واحد ناطق کے مسئلہ میں تھا۔ یعنی شیخ احمد احسائی کا جانشین صرف ایک ہی ہو سکتا ہے۔ دو نہیں اور کرمانیوں کے نزدیک وہ محمد کریم خان کرمانی تھا۔ لیکن احقاقی واحد ناطق کے خلاف تھے اور احقاقی شیخ احمد احسائی کے بعد اس کا جانشین کاظم رشتی کو اس کے بعد مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کو اور پھر مرزا باقر اسکوئی کو پھر مرزا موسیٰ اسکوئی الاحقاقی کو پھر مرزا علی الاسکوئی الاحقاقی کو اور پھر مرزا حسن الاسکوئی الاحقاقی کو اس کا سربراہ مانتے تھے۔

بہرحال اب مفوضہ قدیم کو روسائے مذہب شیخیہ کی صورت میں لیڈر شپ مہیا ہو چکی تھی۔ جن کے پاس مذہب شیخیہ کی تبلیغ و تشہر و نشر و اشاعت کے لئے تبریز میں سلمان خان افشار کے وقف کردہ دو گاؤں تھے۔ مذہب شیخیہ کے عقائد کی تبلیغ کے لئے کتابوں پر کتابیں لکھی جا رہی تھیں اور اطراف عالم سے ایران و عراق میں آئے ہوئے شیعوں کو چھاپ کردہ کتابیں تقسیم کی جا رہی تھیں۔ جن میں دو کتابیں شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت اور مرزا موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق مولانا محمد بشیر صاحب انصاری پاکستان لے کر آئے اور ان دونوں کتابوں سے ساری زندگی عقائد مذہب شیخیہ کو فضائل کے نام سے مجالس میں بیان کرتے رہے۔ اور پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے۔

یہاں پر ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ جب یہ بات مسلمہ ہے کہ روسائے مذہب شیخیہ اور ان کے پیروی وہ مفوضہ ہیں۔ جن پر آئمہ نے لعنت بھیجی ہے۔ جن سے آئمہ نے تبرا کیا ہے۔ اور جن کو مشرک قرار دیا ہے۔ تو پھر انہیں مفوضہ کہنے پر اکتفا کیوں نہ کیا گیا؟ انہیں شیخی کیوں کہا گیا؟ اور ان کے عقائد کو مذہب شیخیہ کا نام کیوں دیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مفوضہ قدیم صرف تفویض کے قائل تھے۔ اور معجزات کو دلیل بنا کر یہ کہتے تھے۔ کہ خدا نے ان کو ان کاموں کی قدرت عطا کر کے یہ کام ان کو سپرد کر دیئے ہیں۔ لیکن شیخ احمد احسائی نے عقیدہ تفویض کو اپنے خود ساختہ قیاسی فلسفہ علل اربعہ اور صوفیہ کی دلائل سے مستدل کیا۔ جس سے کئی خرافات نے وجود لیا۔ تفویض کے ذریعہ عقیدہ توحید پر تو ضرب لگائی ہی تھی۔ اس سے آخرت میں معاد جسمانی کا انکار بھی ہوا۔ ائمہ کے مخلوق ہونے کی بجائے خدائے لم یلد کا مولود بھی بتایا۔ ساری کائنات کی نہ صرف علت فاعلی بتایا۔ بلکہ کائنات کی علت مادی بھی کہا۔ اس فلسفہ سے آئمہ کے بشر ہونے کا انکار کیا۔ ان کو نوع انسانی سے جدا کہا۔ خدا کے لئے کوئی کام تسلیم نہ کیا۔ لہذا معجزہ کو بھی خود انہیں کا فعل کہا۔ اس فلسفہ کا تقاضہ یہ ہوا کہ وہ آئمہ کو خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر کہے۔ چونکہ اس نے خدا کے لئے کوئی کام رہنے ہی نہیں دیا۔ لہذا اس نے یہ کہا کہ خدا کسی کی مدد نہیں کر سکتا۔ جس کی مدد کرتے ہیں۔ وہ آئمہ ہی کرتے ہیں۔ لہذا مدد صرف انہی سے مانگنی چاہیئے۔ اور چونکہ یہ ساری کائنات کے نبی و امام ہیں۔ لہذا جب امت بشر ہو تو بشر کے لباس میں نزول فرماتے ہیں۔ جب امت حیوان ہو تو حیوانوں کے لباس میں نزول فرماتے ہیں۔ و علیٰ ھذہ القیاس۔ یہ پیدا نہیں ہوتے بلکہ نازل ہوتے ہیں۔ پس اگر روسائے مذہب شیخیہ صرف تفویض کے قائل ہوتے تو انہیں مفوضہ کہنے پر اکتفا کیا جا سکتا تھا۔ لیکن مذہب شیخیہ کے روساء نے عقیدہ تفویض کے علاوہ اتنی خرافات بیان کئے ہیں۔ جن کو اس مختصر بیان میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

پس تفویض کے علاوہ ان خرافات کے بیان کرنے کی وجہ سے جسے شیخ احمد احسائی نے ایجاد کیا تھا۔ اس مذہب کا نام اس وقت کے تمام مراجع عظام کربلا و نجف نے شیخی اور

مذہب شیخیہ رکھا تھا۔ اور شیخ احمد احسائی کی طرف سے عقیدہ تفویض کو ایک نئے رنگ میں منتقل کرنے کے بعد مفوضہ قدیم نے بھی اسی مذہب میں پناہ لے لی۔ اور وہ بھی وہی دلائل پیش کرنے لگ گئے۔ لہذا مفوضہ قدیم آج شیخی ہیں۔ اور آج شیخیہ احقاقیہ کویت ہی وہ مفوضہ ہیں۔ جن کو آئمہ نے مشرک کہا ہے۔ اور آج ہمارے یہاں کے ذاکرین اور مجلس خوان مقررین کی اکثریت ان ہی مذکورہ خرافات شیخیہ کو فضائل کے نام سے بیان کر کے پاکستان کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرتے چلے جارہے ہیں۔

پاکستان میں شیخی مبلغین کی تبلیغ کے اثرات و نتائج

پاکستان میں مذکورہ شیخی مبلغین کی تحریر و تقریر و تدریس کے اثرات و نتائج آج سب کے سامنے ہیں۔ انھوں نے ذاکرین اور مجلس خوان مقررین کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے۔ جس کا اوڑھنا بچھونا ان ہی عقائد و نظریات کو بیان کرنا ہے۔ جو مذکورہ شیخی مبلغین نے پڑھائے۔ سکھائے۔ بتلائے اور بیان کئے۔ اور انھوں نے پاکستان کے شیعہ عوام کی اکثریت کا مزاج بھی ایسا بنا دیا۔ کہ وہ بھی ان ہی نکات پر داد دیتے ہیں۔ اور اچھل اچھل کر واہ واہ کرتے ہیں۔ جو خالص شیخی عقائد و نظریات ہیں۔ لہذا یہ وہ شے بن گئی ہے۔ جو بازار میں زیادہ سے زیادہ قیمت پاتی ہے۔ اور اکثر عزاداران حسینی بھی اپنی مجلس کو کامیاب کرانے کے لئے ایسے ہی مقررین و ذاکرین کو بلاتے ہیں۔ جو شیخی نظریات میں سے کوئی نہ کوئی نکتہ مجلس کو اٹھانے اور کامیاب کرنے کے لئے ضرور بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

نمبر1= یہ کہ انبیاء و آئمہ علیہم السلام کی نوع جدا ہے۔

نمبر2= یہ کہ انبیاء و آئمہ السلام بشر نہیں تھے۔

نمبر3= یہ کہ آئمہ علیہم السلام ہی خالق و رازق اور مدبر کائنات ہیں۔ اور اس کے لئے وہ راہب کو سات بیٹے عطا کرنے جیسا کوئی گھڑا ہوا قصہ بیان کرتے ہیں۔

نمبر4= استمداد کا مسئلہ۔ کیونکہ شیخ احمد احسائی کے نزدیک خدا کسی کی امداد کر ہی نہیں

سکتا۔ بلکہ صرف آئمہ ہی مدد کرتے ہیں۔ جسکی بھی کرتے ہیں۔ لہذا مدد صرف ان سے ہی مانگنی چاہیئے۔

نمبر5= معجزہ کو آئمہ کا فعل قرار دینا اور ان کے خالق و رازق اور محی و ممیت اور مدبر کائنات ہونے پر استدلال کرنا۔

نمبر6= ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا مسئلہ۔ اور اس کے لئے حضرت علی (ع) کے چالیس جگہ کھانے کے وضعی قصہ جیسی روایات سے استدلال کرنا۔

نمبر7= آئمہ کے عالم الغیب ہونے کا مسئلہ اور یہ ان کے خالق و مدبر کائنات ماننے کا تقاضا ہے۔ نہ کہ خدا کے وحی کے ذریعہ علم دینے کا

نمبر8= آیات قرآنی کے ساتھ مزاق اور استہزا کرنا اور ان کو اپنے عقیدہ پر زبردستی چسپاں کرنا۔

میں یہاں پر ان کے تمام عقائد کو بیان کرنے اور ان کو رد کرنے کے لئے طول دینا نہیں چاہتا۔ جس کا دل چاہے وہ شیخیت کی رد میں اس حقیر کی تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ کرے۔

پاکستان کے شیعیان امامیہ اثنا عشری سے خطاب

توحید و عدل و نبوت و قیامت یعنی معاد جسمانی کے عقیدہ کے ساتھ شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی (ع) شیعوں کے پہلے امام ہیں۔ ہادی برحق ہیں۔ منصوص من اللہ ہیں۔ معصوم عن الخطا ہیں۔ خلیفہ بلا فصل رسول ہیں۔ حقیقی جانشین پیغمبر ہیں۔ وصی رسول ہیں۔ عالم علم لدنی ہیں۔ باب شہر علم نبی ہیں۔ صاحب معجزات و کرامات ہیں اور ان تمام القابات کے حامل ہیں۔ جو پیغمبر اکرم (ص) نے گاہے بگاہے ان کو عطا کئے۔

اور حضرت علی (ع) کے بعد ان کی معصوم اولاد میں 11۔ امام منصب امامت پر

فائز ہوئے۔ وہ سب کے سب بادی برحق ہیں۔ معصوم عن الخطا ہیں۔ منصوص من اللہ ہیں۔ عالم علم لدنی ہیں۔ صاحب معجزات و کرامات ہیں وغیرہ وغیرہ

اور ان کے بارہویں امام حضرت امام مہدی ہادی آخر الزمان۔ زندہ و سلامت ہیں۔ جو بحکم خدا نظروں سے غائب ہیں اور حکم خدا سے ہی ظہور فرمائینگے۔ اور زمین کو عدل و داد سے پر کردیں گے۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

یہ شیعہ امامیہ اثنا عشری کا عقیدہ ہے۔ جس میں مفوضہ بھی شریک ہیں۔ لیکن آئمہ علیم السلام کا خالق و رازق و محی و ممیت و مدبر کائنات ہونا شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کا عقیدہ نہیں ہے۔ یہ عقیدہ تفویض ہے اور غلو ہے اور آئمہ علیم السلام کے نزدیک غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں اور مذکورہ عقیدہ تفویض کو مستدل کرنے کے لئے ہی شیخ احمد احسائی نے فلسفہ و تصوف کے جن دلائل کو استعمال کیا۔ ان کا تقاضا یہ ہوا کہ وہ انبیاء و آئمہ علیم السلام کی بشریت کا انکار کرے۔ جو قرآن کے انکار کے مترادف ہے۔ ان کی نوع ہی نوع انسان سے جداگانہ قرار دے۔ معجزہ کو خود انبیاء و آئمہ علیم السلام کا فعل قرار دے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خدا نے آئمہ طاہرین کو خلق کرنے کے سوا اور کوئی کام کیا ہی نہیں۔ جو کچھ کیا وہ انہوں نے کیا۔ لہٰذا وہ معجزہ کو خدا کا فعل کیسے کہہ سکتا تھا۔ اور چونکہ خدا سے کوئی کام متعلق ہی نہیں رہا تو مدد بھی آئمہ ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا مدد بھی ان ہی سے مانگنی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔ ان میں کوئی بھی عقیدہ شیعہ حقہ امامیہ اثنا عشری کا عقیدہ نہیں ہے۔

بہر حال ہمارے اب تک کے بیان سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی ہے۔ کہ شیعہ امامیہ جعفریہ اثنا عشریہ بھی ایک فرقہ نہیں رہے۔ بلکہ یہ بھی دو ہو گئے۔ آپ آپ خود غور کریں۔ کہ جنت میں کونسا شیعہ جائے گا۔ آیا وہ جن پر آئمہ علیم السلام نے لعنت بھیجی ہے اور جن سے آئمہ علیم السلام نے برائت کا اظہار کیا ہے۔ جن کو آئمہ علیم السلام نے مشرک قرار دیا ہے اور جن کو کافر کہا ہے۔

یا وہ جو آئمہ علیم السلام کے فرمان کے مطابق ان مذکورہ عقائد کا قائل نہیں ہے۔

اے شیعیان پاکستان خوب اچھی طرح غور کریں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ کیونکہ عقیدہ توحید پر صحیح ایمان اور آخرت پر پختہ یقین کے ساتھ عمل صالح بجالانے والے کے لئے ہی خدا کے پاس اجر ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ عمل صالح وہ ہوگا جو محمد و آل محمد علیم کے احکامات و فرامین کی اطاعت و اتباع کرتے ہوئے بجالایا جائے گا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے۔ کہ اگرچہ مرنے کے بعد کوئی انسان عمل تو نہ کرسکے گا۔ مگر اس دنیا میں اس کے کئے ہوئے اعمال کے آثار اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے۔ اور اس کے باقی رہے ہوئے واجبات کوئی ادا کردے تو وہ بھی اس کے نامہ اعمال میں ثبت ہو جائیں گے۔ اسی لئے مردوں کے واسطے اعمال خیر بجا لائے جاتے ہیں۔ اور اعزہ و اقربا' دوست و احباب' ان کے لئے کئے گئے' اعمال کا ثواب انہیں ایصال کرتے ہیں۔

لیکن کوئی بھی شخص مرنے کے بعد نہ تو خود اپنے عقیدہ کو درست کرسکے گا۔ نہ اس کے اعزہ و اقربا' دوست احباب اس کے غلط اور باطل عقیدہ کو کسی طرح درست کرسکیں گے۔ اور قرآن یہ کہتا ہے۔ کہ جس کا عقیدہ صحیح نہ ہوگا۔ اس کے کئے ہوئے اعمال بھی حبط ہو جائیں گے۔

لہٰذا اے پاکستان کے شیعیان امامیہ اثنا عشری اس وقت سے پہلے کہ قضائے الٰہی صادر ہو' اور خدا کا فرستادہ تمہیں لینے کے لئے آئے' اپنے عقیدہ کو درست کر لو۔ کیونکہ صحیح عقیدہ کی صورت میں ہی اعمال صالح قبول کیے جائیں گے۔ اور جزا جس چیز کی ملے گی وہ صرف صحیح عقیدہ کے ساتھ عمل صالح ہی کی ملے گی۔ وما علینا الا البلاغ

احقر

سید محمد حسین زیدی برتی

تاریخ تحریر 7-6-99 بروز سوموار

بوقت 4-45 شام